امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72

مورخہ یکم رجمادی الاخریٰ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۶ر دسمبر ۲۰۲۲ء روز سوموار

شمارہ نمبر 49

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ دل شکنی اسلام کا طریقہ نہیں
■ بڑھتے جرائم اور اسلام میں اس کا حل
■ آیئے ہم عہد کریں کہ آخری وقت
■ اردو کی ترقی وتحفظ میں مدارس کا حصہ
■ ٹرسٹ اور سوسائٹی رجسٹریشن
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

چارۂ کار

ملک کے موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لیے چارہ کار کیا ہے؟ یہ ایک سوال ہے؛ جو آج ہر سطح پر ایمان والوں کے درمیان اٹھ رہا ہے، لوگ ان حالات کو خطرناک سمجھ رہے ہیں اور اسے ہندوستان میں مسلمانوں کی بقا سے جوڑتے ہیں، عام لوگوں کو بھی حالات کی سنگینی کا احساس ہے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم اب تک یہ بات نہیں سمجھ پائے کہ اصل خطرہ حالات سے نہیں ہے، بلکہ ہماری بے حسی سے ہے، دین کے معاملے میں اب بھی ہمارے اندر تبدیلی نہیں پائی جارہی ہے، کاروبار دنیا حسب سابق جاری ہے اور سوائے خوف ودہشت کے ہمارے اعمال میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے، حالاں کہ حالات میں سدھار عمال وحکام کے بدلنے سے نہیں، اعمال کے بدلنے سے ہوگا، انابت الی اللہ اور دین پر مضبوطی سے کاربند ہونا وہ نسخۂ کیمیا ہے، جو احوال وکیفیات کے بدلنے میں ہر دور میں معاون ومددگار رہا ہے، دلوں کو بدلنے والی ذات اللہ کی ہے اور اس کی مرضی ہو تو سب کچھ منٹوں میں نہیں سکنڈوں میں بدل جائے گا، ضرورت اللہ کو راضی کرنے کی ہے اور اس کی خفگی والے کاموں سے بچنے کی ہے۔

اپنے غیر مسلم بھائیوں تک فکری اور عملی طور پر اسلام کا پیغام پہونچانا بھی اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے ہمیں انہیں ہر سطح پر یہ باور کرانا ہوگا کہ ہمارے وجود سے اس ملک کی سرسبزی وشادابی ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں ہم اس ملک کے لیے مفید رہے ہیں، اس ملک پر جب مسلمانوں کی حکومت تھی تو یہ ملک اس دور کے اعتبار سے تیزی سے ترقی کر رہا تھا، عظیم ہندوستان کا جو تصور آج پایا جاتا ہے اس کی داغ بیل مغلیہ دور حکومت میں پڑی تھی، انگریزوں نے جتنے بڑے ہندوستان پر جبراً قبضہ کرلیا تھا، اتنا بڑا ہندوستان تو آج بھی نہیں ہے، آزاد ہندوستان، پورا پورا ہندوستان باقی نہیں رہا، اس ملک کی جتنی تاریخی عمارتیں ہیں، جن پر ہندوستان ناز کرتا ہے اور جو پوری دنیا میں ہندوستان کی شناخت اور پہچان کا سبب ہیں، وہ سب مسلمانوں کی دین ہیں، تاریخ کو دیومالائی روایت سے تبدیل نہیں کیا جائے اور غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو ہر پڑھا لکھا آدمی اس کی تائید پر خود کو مجبور پائے گا۔

ہمیں انسانی بنیادوں پر خدمت خلق کے کام کو مزید آگے بڑھانا چاہیے، امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ خدمت خلق سے دل پر اور تعلیم سے دماغ پر قبضہ ہوتا ہے، موجودہ عدم رواداری کے ماحول میں اسلامی تعلیمات اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہم انسانی بنیادوں پر خدمت کرکے نفرت کے اس ماحول کو بدل سکتے ہیں، یہ ہمارے لیے اور ملک کے لیے بھی فائدہ مند ہوگا، یقیناً مقابلہ جن لوگوں سے ہے وہ سخت دل، جابر وظالم اور انسانیت کے احترام سے عاری لوگ ہیں، لیکن جب پتھر پر مستقل پانی پڑتا رہے تو وہ گھس جاتا ہے اور کبھی پتھر میں سوراخ کردیتا ہے تو بھلا حسن اخلاق اور اچھے کردار سے ان کے دلوں پر دیا جانے والا دستک رائیگاں کیسے جاسکتا ہے۔ اللہ رب العزت نے پتھر کی صفت بیان کی ہے کہ بعض پتھروں سے تو نہریں بہہ نکلتی ہیں اور بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور بعض اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔ (البقرۃ: ۷۴) اس لیے ان سخت دل لوگوں سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور ان پر دعوتی محنتیں جاری رہنی چاہیے، اس دعوت کو مؤثر بنانے کے لیے حسن اخلاق کی بھی ضرورت ہے۔

برادران وطن کے ذہن کو جس چیز نے سب سے زیادہ خراب کیا ہے، وہ فرقہ پرست طاقتوں کا یہ پروپیگنڈہ ہے کہ ہم ان کے دشمن ہیں، اور ہمیشہ ان کو نقصان پہونچانا چاہتے ہیں، یہ جھوٹ اتنی بار بولا گیا ہے کہ ہمارے غیر مسلم بھائیوں کو سچ معلوم ہونے لگا، حالانکہ ہم تو تمام انسانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مانتے ہیں، فرق یہ ہے کہ ہم اس دعوت پر لبیک کہہ کر قبول کرنے والے لوگ ہیں، جب کہ ہندوستان کے دیگر مذاہب کے لوگ امت دعوت ہیں، یعنی ان تک اسلام کا پیغام، دین کی دعوت پہونچانا، ہماری ذمہ داری ہے، دونوں جب ایک نبی کی امت ہیں تو اس میں نفرت کا گذر ہو ہی نہیں سکتا، کیوں کہ ہم کسی سے نفرت کرکے اس تک دین کی دعوت پہونچا نہیں سکتے، دعوت کا یہ کام محبت کی بنیاد پر ہی کیا جاسکتا ہے، اور اس جذبہ اور سوچ کے ساتھ ہی ممکن ہے کہ ہمارے دوسرے بھائی بھی جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں، اس کے لیے تو محبت ہی محبت کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔

سدِ باب

اسلام اخوت ومحبت، رافت ورحمت، شفقت ومروت، امن وآشتی، مدارات ومواسات کا مذہب ہے، وہ یکجہتی کی ان تمام کوششوں کو سراہتا ہے، جو اسلامی عقائد ونظریات سے متصادم نہ ہوں، اور جن سے دوسرے ادیان کی مشابہت لازم نہ آتی ہو، اس کے برعکس وہ فتنہ وفساد کی ہر کوشش اور اس کے برپا کرنے کو مذموم قرار دیتا ہے، اس سلسلہ میں اس کا بہت صاف اور واضح اعلان ہے کہ فتنہ قتل سے بڑی چیز ہے۔ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو۔ ایک دوسری آیت میں ان قوموں کا تذکرہ کرتے ہوئے جنھوں نے فتنہ وفساد کو اپنا شعار بنالیا، ارشاد فرمایا: جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو فرو کردیتے ہیں، اور وہ ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔ ایک اور آیت میں حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ بیان کرکے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا تھا۔ ارشاد فرمایا: جو کوئی کسی کی جان لے بغیر اس کے کہ اس نے کسی کی جان لی ہو، یا زمین میں فساد کیا ہو، تو گویا اس نے تمام انسانوں کا خون کیا، اور جس نے کسی کی جان بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچایا۔ اس آیت میں اگر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ انسانی جان کی حرمت وعظمت کا معیار قلت وکثرت پر اسلام نے نہیں رکھا، بلکہ ایک ایک فرد کو پوری سوسائٹی کے قائم مقام بنادیا، اس لیے کہ ایک ایک جان انسانیت کی متاع عزیز ہے اور اس کا ضیاع انسانیت کی ضیاع کے مترادف ہے۔

فساد پھیلانے والے چوں کہ انسانی جان کے ساتھ املاک کو بھی تباہ کردیا کرتے ہیں، پھر ان کے ساتھ حکومت کی مشنری بھی شامل ہوجائے تو یہ فساد اپنے ساتھ اور بھی تباہی لاتا ہے، اس لیے اللہ رب العزت نے ایسی حاکمانہ قوت وطاقت کی بھی مذمت کی، جو اچھے مقاصد میں استعمال ہونے کے بجائے ظلم وستم اور غارت گری کے لیے استعمال کیا جارہا ہو۔ ارشاد فرمایا: اور جب وہ حاکم بنتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے، اور کھیتوں اور نسلوں کو تباہ کرتا ہے اور اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

احادیث میں بھی تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے ارشادات کثرت سے پائے جاتے ہیں، جن میں بے گناہوں کے خون بہانے کو بدترین گناہ کہا گیا ہے، حضرت انسؓ بن مالک کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور قتل نفس ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن اپنے دین کے دائرے میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ حرام خون نہیں بہاتا۔ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور پہلی چیز جس کا فیصلہ لوگوں کے درمیان کیا جائے گا وہ خون کے دعوے ہیں۔ اسلام نے قتل سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کے بعد ان اخلاقی قدروں پر زور دیا جن پر عمل پیرا ہونے سے فساد کا اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا، اس سلسلے میں فساد کے تین اہم ذرائع زر، زن، زمین کی محبت واہمیت انسانی قلوب سے نکالنے کی کوشش کی، چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی ایک رونق ہیں۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: تمہارے اموال اور اولاد تمہارے لیے ایک آزمائش کی چیز ہیں۔

ایک اور آیت میں انسان کو امراء اور سرمایہ داروں کی طرف حریصانہ نگاہ ڈالنے سے منع کیا اور اسے عارضی بہار قرار دیا اور فرمایا: اور اپنی نگاہیں ہرگز ان چیزوں کی طرف نہ دوڑانا، جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو آرائش دنیا کی دے رکھی ہیں؛ تاکہ انھیں اس سے آزمالیں، تیرے رب کا دیا ہوا ہی (بہت) بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے۔ ان آیات واحادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام نے نہ صرف فتنہ وفساد سے روکا، بلکہ اس کے رونما ہونے کی جو شکلیں پائی جاتی ہیں، ان کی بے بضاعتی کا احساس دلاکر فتنہ وفساد کے دروازے بند کردیے۔

اچھی باتیں

’’زندگی چار دن کی ہے، دو دن تمہارے حق میں اور دو دن تمہارے خلاف، جب تمہارے حق میں ہوں تو غرور مت کرنا، جب تمہارے خلاف ہو تو صبر کرنا ☆ غرور اپنے ساتھ رسوائی لے کر آتا ہے جب کہ عجز وانکساری سے حکمت ودانش جنم لیتی ہے ☆ تم اپنا مستقبل تو نہیں بدل سکتے، لیکن تم اپنی عادات بدل سکتے ہو ☆ ان لوگوں کے لیے کامیاب بنو جو تمہیں ناکام دیکھنا چاہتے ہیں ☆ حقیقی بڑا وہ ہے جو اپنے ہر چھوٹے کو پہچانتا ہو اور اس کی ضروریات کا خیال رکھتا ہو‘‘۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

’’انٹرنیٹ نے زندگی آسان کی ہے، لیکن مستقبل دشوار ہوتا جارہا ہے، اس کی لَت لوگوں کو بیمار بنارہی ہے، نئے نئے جرائم کو بڑھاوا دے رہی ہے، انٹرنیٹ کی دنیا میں سوشل میڈیا کے جال میں پھنسی نئی نسل سائبر کرائم کو آسان ماننے لگی ہے، انٹرنیٹ پر ٹرولنگ، بُلنگ، گرما گرم تقریریں، یا فحش فلموں کا دیکھنا انہیں معمول کا حصہ لگتا ہے، سائبر دنیا میں کئی بار وہ ایسے جرائم بھی کررہے ہوتے ہیں، جن کے بارے میں انہیں خود بھی پتہ نہیں ہوتا کہ یہ غیر قانونی ہے، اور اس کی وجہ سے انہیں جیل بھی ہوسکتی ہے‘‘۔ (دینک بھاسکر ۱۶ر دسمبر ۲۰۲۲ء)

اللہ کی باتیں----رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

خواب میں کیا دیکھا: اور وہی اللہ ہے جو رات میں نیند کے ذریعہ تمہاری روح قبض کر لیتا ہے، اور وہ جانتا ہے، جو تم نے دن میں کیا ہے، پھر وہ تمہیں دن میں اٹھا کر کھڑا کر دیتا ہے، تا کہ مقررہ وقت پورا ہو جائے۔ پھر تمہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں ان کاموں کے بارے میں بتا دے گا جو تم کرتے ہو۔ (سورہ الانعام؛ آیت ۶۰)

وضاحت: اللہ رب العزت نے ان آیات میں دن و رات میں پیش آنے والی کیفیات کو ایک تمثیلی انداز میں بیان فرمایا کہ جب انسان سو جاتا ہے تو اس کا ظاہری احساس و شعور باقی نہیں رہتا اور وہ اپنے گرد و پیش بلکہ اپنے جسم کے احوال تک سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے۔ گویا اس وقت یہ قوتیں اس سے لے لی گئیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کی ان صلاحیتوں کو لوٹا دیتے ہیں اور وہ بیدار ہو جاتا ہے۔ یہ گویا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کی ایک کیفیت ہے، جس سے آخرت کو سمجھا جا سکتا ہے کہ جس طرح انسان نیند سے بیدار ہوتا ہے، اسی طرح مرنے کے بعد وہ دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اس کو رب العالمین کے حضور اپنے اعمال و افعال کا حساب دینا ہوگا۔ آیت کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ نیند کی حالت میں انسان کی روح اور جان کا تعلق عارضی طور پر اس کے جسم سے منقطع ہو جاتا ہے، گویا نیند ایک چھوٹے پیمانے کی موت ہے، لیکن روح کا جسم سے مخصوص رشتہ برقرار رہتا ہے۔ قاضی بیضاوی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ انسان کے اندر دو چیزیں ہیں، نفس اور روح اور ان دونوں میں سورج کی شعاعوں جیسا تعلق ہے، جیسے آفتاب لاکھوں میل سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم رکھتا ہے، نفس تو وہ ہے جس کے ذریعہ عقل و تمیز کا وجود ہے اور روح وہ ہے جس پر نفس اور عبادت کا مدار ہے۔ موت کے وقت نفس اور روح دونوں بدن سے الگ ہو جاتے ہیں اور نیند میں صرف نفس کا رشتہ جسم سے منقطع ہوتا ہے، پھر اللہ کے حکم سے بیداری کے وقت نفس و روح واپس آ جاتی ہے۔ (بیضاوی)

اب یہیں پر ایک بات سمجھئے کہ نیند کی حالت میں آدمی کی روح موت کے دروازے میں داخل ہو کر عالم مثال میں پہونچ جاتی ہے، جہاں بہت سی مخلوقات اپنی اپنی صورتوں میں اقامت گزیں ہیں، یہ روح وہاں پہونچ کر اس عالم کے بہت سے مناظر دیکھ بھی لیتی ہے، مختلف آدمیوں سے ملاقاتیں ہو جاتی ہیں، کبھی اچھے حالات اور اچھے لوگ ملتے ہیں تو روح خوش ہو جاتی ہے، کبھی تکلیف دہ حالات سے نگاہیں دوچار ہوتی ہیں تو رنج و غم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد روح وہیں روک لی جاتی ہے اور سونے والے کی روح واپس کر دی جاتی ہے، اب جب یہ شخص بیدار ہوتا ہے تو وہاں کے جو حالات اور واقعات یاد رہ جاتے ہیں، انہیں کے متعلق یہ کہنے لگتا ہے کہ ''آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔'' پھر اس کی تعبیر تلاش کرتا ہے، اس لیے اگر وہ کوئی خوشی و مسرت اور خوش کن خواب دیکھے تو اللہ کا شکر بجا لائے اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو یہ شیطانی اثر ہے، اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے ذکر نہ کرے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خواب تین ہیں، اچھے خواب جو اللہ کی جانب سے بشارت ہیں، دوسرے حدیث نفس اور تیسرے تخویف شیطان۔ اگر کوئی شخص خواب میں ناگوار چیز دیکھے تو اس کو کسی سے بیان نہ کرے اور اٹھ کر نماز پڑھ لے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلو بدل ڈالے، خواب میں گندے خیالات سے بچنے کے لیے جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے سے پرہیز کرے، باوضو دائیں کروٹ سوئے، سوتے وقت اذکار مسنونہ اور تسبیحات ماثورہ کا ورد کرے، ان شاء اللہ ان دعاؤں کی برکت سے ناپسندیدہ خواب سے محفوظ رہے گا۔ اور سو کر اٹھنے کے بعد طبیعت میں نشاط کی کیفیت باقی رہے گی۔

چھوٹوں پر شفقت کرو: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ''سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علیؓ کو بوسہ لیا، اس وقت حضرت اقرع بن حابسؓ آپ ﷺ کے پاس موجود تھے، انہوں نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں، لیکن میں ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں لیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف تیز نظروں سے دیکھا اور ارشاد فرمایا۔'' مَنْ لاَ یرْحَمُ لاَ یُرْحَمُ'' جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔'' (ریاض الصالحین؛ حدیث نمبر ۲۲۵)

مطلب: بچوں کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آنا بہت بڑی نیکی اور بڑے اجر و ثواب کا عمل ہے، ایسے لوگ جنت کے ایک مخصوص دروازہ جس کا نام باب الفرح (خوشی کا دروازہ) ہے، اس سے داخل ہوں گے؛ کیوں کہ دنیاوی زندگی میں بچوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنے سے بچوں کی ذہنی و فکری نشو و نماء میں صالحیت و نورانیت پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں ان کے اندر خیر و بھلائی کے جذبے پروان چڑھتے ہیں۔ انہیں بنیادوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے ایک جامع اصول بیان فرمایا کہ بڑے چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آئیں اور چھوٹے بڑوں کا ادب و احترام کریں، چنانچہ آپ ﷺ نے بذات خود ایسا کر کے دکھلایا کہ ہر بچے کو شفقت بھری نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے اور ان سے پیار و محبت فرماتے تھے، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے نواسہ حضرت حسن بن علیؓ کو بوسہ لیا تو وہاں پر موجود ایک صحابیؓ کو تعجب ہوا، اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول مجھے تو دس بچے ہیں، لیکن میں ان میں کسی کو بوسہ نہیں لیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے خفگی کے ساتھ ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، اس پر رحمت خداوندی کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، چونکہ اسلام سے پہلے اولاد کے حقوق کو سماجی زندگی میں تسلیم نہیں کیا جاتا تھا، والدین کو اولاد پر غیر معمولی اختیارات حاصل تھے، انہیں اختیارات میں اولاد کو زندہ رکھنے یا مار ڈالنے کا بھی باپ کو اختیار تھا اور حیرت ناک بات تو یہ ہے کہ متمدن ملک روم میں بھی اس بدترین رسم کا رواج تھا، لیکن جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے تو آپ نے جہاں اور لوگوں کے حقوق و فرائض بتلائے وہیں اولاد کے حقوق بھی بتلائے اور والدین کو ان حقوق کے پورا کرنے کی ہدایت فرمائی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ جو لڑکیوں کو باعث ننگ و عار سمجھتے تھے، اب وہی لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو عزت و سربلندی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا وسیلہ سمجھنے لگے۔ مگر اب افسوس یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کی یہ قبیح رسم دوبارہ ہمارے گھروں میں عود کر آئی ہے، لوگ لڑکی کی پیدائش کو ایک بوجھ محسوس کرنے لگے ہیں، اس کی پیدائش کو گھر میں خوشی کے بجائے افسردگی اور غمی کا احساس پایا جاتا ہے۔ عہد جاہلیت میں نومولود بچی کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، اور اب سائنسی آلات کے ذریعہ معلوم کر کے مادر شکم میں مار دیا جاتا ہے۔ یہ بھی قتل اولاد کے زمرے میں آتا ہے، جو کہ مومنانہ شان کے قطعی خلاف ہے۔ اس لیے ہر مومن بندہ کو اس طرح کی گھناؤنی حرکت سے بچنا چاہئے۔ اور اولاد کی نعمت کو عطیہ خداوندی تصور کر کے اس کی پرورش و پرداخت کرنی چاہئے۔ اور لڑکا و لڑکی دونوں کے ساتھ مساویانہ سلوک رکھنا چاہئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

تیمّم کب اور کیسے:

تیمّم کی اجازت کس صورت میں ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

تیمّم کی اجازت اس صورت میں ہے، جب کہ وضو یا غسل جنابت کے لیے پانی موجود نہ ہو، یا پانی ہو لیکن اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو، یا اس کا استعمال صحت کے لیے نقصان دہ ہو، مرض کے بڑھ جانے کا ظن غالب ہو، اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ ''اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو یا بیوی سے صحبت کرے، پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرو، اس طرح کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو مسح کرو'' (سورۃ المائدہ: ٦)

''ولو کان یجد الماء الا انہ مریض یخاف ان استعمل الماء اشتد مرضہ أو أبطابرؤہ یتیمم، ویعرف ذٰلک الخوف اما بغلبة الظن عن امارة أو تجربة أو اخبار طبیب حاذق مسلم غیر ظاھر الفسق'' (الفتاویٰ الھندیة ۱ /۲۸)

تیمّم خواہ وضو کا ہو یا غسل کا، اس کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے نیت کرے کہ میں پاکی حاصل کرنے اور عبادت کے لیے تیمّم کر رہا ہوں، اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پاک مٹی یا اس کی جنس کی چیز: اینٹ، پتھر، دیوار وغیرہ پر اس طرح مارے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوں، اس کے بعد ہاتھوں میں اگر مٹی لگی ہو تو اس کو جھاڑ کر اپنے چہرہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے، اس کے بعد دوبارہ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارے، پھر اسی طرح ہاتھوں سے مٹی جھاڑ کر پہلے بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرے، پھر دائیں ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرے، اگر ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھی ہے تو اس کے نیچے بھی مسح کرے، مسح میں اس بات کا خیال رکھے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا کوئی حصہ چھوٹنے نہ پائے۔

''وشرطھا أن یکون المنوی عبادة مقصودة لا تصح الا بالطھارة أو الطھارة أو استباحة الصلوٰة او رفع الحدث او الجنابة'' (البحر الرائق ۱ /۲۶۱) ''عن عمار بن یاسر حین تیمموا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فأمر المسلمین فضربوا باکفھم التراب و لم یقبضوا من التراب شیئاً فمسحوا بوجوھھم مسحةً واحدةً ثم عادوا فضربوا باکفھم الصعید مرة اخری فمسحوا بایدیھم'' (سنن ابن ماجہ/۴۳؛ باب التیمم ضربتین)

گرم پانی کی موجودگی میں تیمّم:

ایک شخص کے لیے ٹھنڈا پانی نقصان دہ ہے، لیکن گرم پانی نقصان دہ نہیں ہے، اور گرم پانی کا نظم بھی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ تیمّم کر کے نماز پڑھتا ہے تو نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

تیمّم اس وقت درست ہے، جبکہ پانی موجود نہ ہو یا پانی کا استعمال صحت کے لیے نقصان دہ ہو، صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لیے ٹھنڈا پانی گرچہ نقصان دہ ہے، لیکن گرم پانی نقصان دہ نہیں ہے اور گرم پانی کا نظم بھی ہے تو ایسی صورت میں اس کے لیے تیمّم کر کے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

''ثم اعلم أن جوازہ للجنب عند ابی حنیفہ مشروط بان لا یقدر علی تسخین الماء و لا علی اجرة الحمام فی المصر و لا یجد ثوبا یتدفأ فیہ و لا مکانا یاویہ کما افادہ فی البدائع...... فصار الأصل انہ متی قدر علی الاغتسال بوجہ من الوجوہ لا یباح لہ التیمم اجماعا'' (البحر الرائق ۱ /۲۴۷)

وضو اور غسل کے لیے ایک تیمّم:

ایک شخص کو غسل کی حاجت تھی، لیکن پانی اتنا ٹھنڈا تھا کہ اس سے غسل کرنا اپنے آپ کو ہلاکت اور پریشانی میں ڈالنا تھا، تو ایسی صورت میں وہ تیمّم کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور ایک ہی تیمّم سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر واقعی ٹھنڈا پانی صحت کے لیے نقصان دہ ہو اور گرم پانی کا نظم نہ ہو یا گرم پانی بھی صحت کے لیے مضر ہو تو ایسی صورت میں شخص مذکور تیمّم کر سکتا ہے اور اس تیمّم سے نماز بھی ادا کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس نے بوقت تیمّم طہارت کی نیت کر لی ہو۔ ''ولا یشترط تعیین الجنابة من الحدث فتکفی نیة الطھارة.'' (حاشیة الطحاوی/ ٦٠)

تیمّم کرنے والے کی امامت:

ایک مسجد کے امام صاحب جو ضعیف ہیں، جاڑے کے موسم میں عام طور سے عشاء اور فجر کی نماز تیمّم کر کے پڑھاتے ہیں، کیوں کہ پانی کافی ٹھنڈا ہوتا ہے، جس کا استعمال ان کے لیے سخت تکلیف اور نقصان کا باعث ہوتا ہے، پیر سوج جاتا ہے، جوڑوں میں درد بڑھ جاتا ہے، جس کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں ان کا تیمّم کر کے نماز پڑھانا اور باوضو لوگوں کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جبکہ امام صاحب کے لیے گرم پانی کا نظم نہیں ہے اور ٹھنڈا پانی ان کے لیے نقصان دہ ہے، تو ایسی صورت میں وہ شرعاً معذور ہیں، وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں اور پڑھا بھی سکتے ہیں، باوضو لوگوں کا ان کی اقتدا میں نماز ادا کرنا شرعاً صحیح و درست ہے۔

''و ترجح المذاھب بفعل عمرو بن العاص رضی اللّٰہ عنہ حین صلی بقومہ بالتیمم لخوف البرد من غسل الجنابة و ھم متوضئون ولم یأمرھم علیة الصلوٰة و السلام بالاعادة حین علم.'' (البحر الرائق ۱ /٦٣٦)

فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلدنمبر 62/72 شمارہ نمبر 49 مورخہ ۱/جمادی الآخر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۶/دسمبر ۲۰۲۲ء روزسوموار

بند فائلیں

سرکاری دفاتر میں عموماً اور دوسری جگہوں پر خصوصا کچھ فائلیں ہوتی ہیں، جن کا تعلق افراد کی کارکردگی اوراس کے ذریعہ اٹھائے گیے ان اقدام سے ہوتا ہے، جن پر سوالیہ نشان کھڑے کیے جاسکتے ہیں، یہ فائلیں عام حالتوں میں سرد بستوں میں بند رہتی ہیں، بہت خاص لوگوں کو ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرد بستہ جب گرم بستے میں بدلے گا تو ملکی حکومت پر، حزب مخالف پر یا کسی فرد پر اس کے کیا اثرات ہوں گے، پارٹیوں کے ذمہ دار، حکومت کے سربراہان اور کچھ خاص لوگ وقت کا انتظار کرتے رہتے ہیں کہ اس بستے میں پڑے جن کو کب باہر نکالا جائے کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے اوراپنے مخالفین کو زک پہونچائی جاسکے، جن لوگوں کی نظر سیاست پر ہے، وہ خوب جانتے ہیں کہ برسر اقتدار لوگوں نے کس طرح اس کا استعمال کیا ہے اوراپنے حریفوں کو چت کرنے کے لئے کیسے کیسے ہتھ کنڈے اپنائے ہیں، ایسا ہندوستان ہی نہیں عالمی پیمانے پر ہوتا آرہا ہے اور ملکوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ سرد بستے سے نکلنے والا یہ جن کئی کو پھانسی کے پھندے، حبس دوام، عمر قید تک پہونچا چکا ہے، یہ ایک خطرناک کھیل ہوتا ہے جو مخالفین کو موافق بنانے، ان کے منہ کو بند کرنے، عوامی سطح پر ساکھ کو کمزور کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے، یہ سویا ہوا جن کتنی مدت سویا رہے گا، کہا نہیں جاسکتا، اس کو جگانے کے لیے مناسب وقت آنے میں برسہا برس لگ سکتے ہیں یہ کبھی بعد از مرگ بھی جاگتا ہے، جب بھی جگایا جاتا ہے، ایک بھونچال آتا ہے، زلزلہ پیدا ہوتا ہے، اتھل پتھل مچتی ہے اور بہت کچھ بدلتا ہے یا بدلنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بات دراصل کہنے کی یہ ہے کہ جس طرح سرکاری فائلیں بستے میں بند ہوکر سوئی رہتی ہیں اور لوگ اس سے غافل رہتے ہیں اور گمان بھی نہیں ہوتا کہ ان فائلوں کے کھلنے پر کن حالات سے سابقہ پڑے گا ویسے ہی انسانوں کے اعمال کی فائل کراماً کاتبین کے ذریعہ قلم بند ہوکر نامہ اعمال میں بند ہوتی رہتی ہے، دنیاوی فائلوں کے سامنے آنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، لیکن اللہ رب العزت نے نامہ اعمال کے اچھے یا برے ہونے کے اعتبار سے داہنے یا بائیں ہاتھ میں دینے کا اعلان کر رکھا ہے، پھر ان اعمال کے تولنے کے لیے میزان قائم ہوگا اور اعمال تولے جائیں گے، اس دن ہمارے بھلے برے اعمال کی وجہ سے جزاوسزا کا فیصلہ ہوگا، اس دن ہماری زبان بند ہوگی اور ہمارے ہاتھ پاؤں وغیرہ خود ہمارے خلاف گواہی دیں گے، اور جن کے اعمال اچھے ہوں گے وہ خوش، خوش جنت میں جائیں گے اور جن کے اعمال برے ہوں گے وہ اوندھے منہہ جہنم میں ڈال دیے جائیں گے؛ کیوں کہ وہ آخرت پر یقین ہی نہیں رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہمارے کرتوت یوں ہی ختم ہوجائیں گے، عقل مندوں کے لیے اس میں بڑی نصیحت ہے۔

زہریلی شراب سے اموات

اسمبلی سے پارلیامنٹ تک ان دنوں چھپرہ اور سیوان کے مشرَق عیسواپور، مرہوڑہ اور امنور تھانہ کے متعدد گاؤں میں زہریلی شراب سے اموات کا تذکرہ ہے، گرما گرم بحثیں ہورہی ہیں، الزام تراشی اور دفاع میں تقریروں کا بول بالا ہے، حزب اختلاف اس مسئلہ پر حکومت کو گھیرنا چاہتا ہے، اس نے اسمبلی سے گورنر ہاؤس تک نتیش کمار کے خلاف مورچہ کھول رکھا ہے، اسمبلی میں جو تکرار ہورہی ہے وہ کسی سبزی منڈی اور مچھلی ہاٹ کا منظر پیش کر رہا ہے، منتخب نمائندے کرسی اٹھا رہے ہیں، خود وزیر اعلیٰ بھی اپنا آپ اکھو رہے ہیں، دوسری بار لوگوں نے انہیں پارلیامنٹ میں گرجتے اور غصہ میں ابلتے دیکھا ہے، اس گرمی اور غصہ نے آگ میں گھی کا کام کیا اور بحث میں مزید تلخیاں پیدا ہوئیں۔

انفعالیت، جذباتیت، اپنی جگہ؛ لیکن موقف وزیر اعلیٰ کا درست ہے، انہوں نے اسمبلی میں اعلان کیا کہ جن لوگوں نے شراب بندی قانون کی مخالفت کی اور زہریلی شراب پیا اور مرے، ان سے کوئی ہمدردی نہیں اور معاوضہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس اعلان میں معقولیت ہے کیوں کہ شراب نوشی بہار میں غیر قانونی ہے اور جرم کے درجہ میں آتا ہے، اس کو تمام پارٹیوں کی حمایت سے نافذ کیا گیا تھا، بی جے پی نے بھی اس کی حمایت کی تھی اور اسی کے کہنے پر شراب بندی قانون کے بعض دفعات میں نرمی پیدا کی گئی تھی، اس لیے بی جے پی کی یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آتی کہ مہلوکین کے ورثاء کو معاوضہ دیا جائے، قانون شکنی پر سزا ملے گی یا معاوضہ دیا جائے گا، قانون شکنی کی سزا میں وہ موت کی نیند خود ہی سو گیے، اس لیے دوسری سزا کا کوئی جواز نہیں ہے، یہ بات ٹھیک ہے کہ ان کی موت سے ان کا خاندان بے سہارا ہوگیا اور ان کو پوری زندگی بہت سارے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا، اس کے باوجود حقیقت یہی ہے کہ کسی قانون میں ان بے سہاروں کو سہارا دینے کی شکل نہیں ہے، ورنہ عدالت جنہیں پھانسی پر قانون کے تقاضوں سے چڑھا دیتی ہے، کوئی حکومت ان کے بچوں کی پریشانی کا معاوضہ نہیں دیتی، فطری موت مرنے والوں کے بچے بھی یتیم ہوتے ہیں، لیکن ان کی فکر بھی کون کرتا ہے، اسی طرح شراب پی کر مرنے والوں کا بھی معاملہ ہے، وزیر اعلیٰ نے یہ کہہ کر اپنا موقف صاف کر دیا ہے کہ شراب پیوگے تو مروگے۔

اس حد تک تو ٹھیک ہے، لیکن شراب کی فروخت اور دوسرے صوبوں سے بہار منتقلی بھی جرم ہے، ان مجرمین کو سزا کب ملے گی اور کون دے گا، جانچ کا موضوع یہ بھی ہے کہ کس نے ان کو شراب پہونچانے میں مدد کی، بے تحاشہ زہریلی شراب بیچی گئی اور پولیس کو پتہ نہیں چلا، یا ان لوگوں نے پولیس سے تعلقات بنا رکھا تھا، چنانچہ شراب اپنی جگہ پہونچی، اوراس کی خرید وفروخت میں مجرمین نے اس تعلقات کا فائدہ اٹھایا ایسے میں ضرورت ان تمام کو سزا دلانے کی ہے؛ تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات کو روکا جاسکے، ورنہ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے اور دلیر ہوجائیں گے اوراس قانون کا کوئی مطلب نہیں رہ جائے گا، وزیر اعلیٰ نے صحیح کہا ہے کہ اگر معاوضہ دینے کا فیصلہ ہوگا تو اس قانون کو ختم ہی کر دینا ہوگا۔ ریاستی حکومت نے یہ اچھا کیا کہ اکتیس (۳۱) افسران پر مشتمل ایس آئی ٹی جانچ کمیٹی بنانا ہے، مشرَق تھانہ انچارج رتیش مشرا اور چوکیدار وکیش تیواری کو معطل کر دیا گیا ہے۔ حکومت کو شراب مافیا کے خلاف سخت قدم اٹھانی چاہیے، ہوسکتا ہے حزب مخالف اس پر بھی ہنگامہ کرے، لیکن عوام سمجھتی ہے کہ حزب مخالف کا کام صرف مخالفت ہی کرنا ہوتا ہے۔

اسلام میں شراب ام الخبائث ہے، اوراس کا نقصان بہت زیادہ ہے، اس لیے اس کا بنانا، بنوانا، اس کا پینا، خرید وفروخت کرنا، نقل حمل کرنا، اس کی قیمت کھانا سب حرام ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب پر لعنت ہے، ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسل بھی شراب کے ساتھ دیگر منشیات کی عادی ہوتی جارہی ہے، دین سے دوری نے ہمارے بچوں کو اس طرف راغب کر دیا ہے، ہمیں خود بھی اس کے خلاف مہم چلانی چاہیے، جلسوں میں اسے تقریر کا موضوع بنانا چاہیے اور سماج کو اس لعنت سے پاک کرنے میں اپنی حصہ داری نبھانی چاہیے۔

تارکین وطن

ایک طرف مرکزی حکومت سی اے اے کے نام پر زمانۂ دراز سے رہ رہے لوگوں کی شہریت ختم کرنے کے نام پر قانون بنا چکی ہے، دوسری طرف محکمہ وزیر داخلہ کے راجیہ منتری مرلی دھون نے پارلیامنٹ میں یہ اعداد وشمار پیش کرکے سب کو چونکا دیا ہے کہ بڑی تیزی سے ہندوستانی شہری یہاں کی شہریت ترک کر رہے ہیں، ان کی اطلاع کے مطابق امسال ۲۰۲۲ء میں ۳۱/اکتوبر تک ایک لاکھ تراسی ہزار سات سو اکتالیس (183741) لوگوں نے ہندوستانی شہریت ترک کر دی ہے، یومیہ حساب لگائیں تو معلوم ہوگا کہ ہر دن چھ سو چار (604) لوگوں نے ہندوستانی شہریت ترک کرکے دوسرے ملک کا رخ کیا، گذشتہ دس سال کے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ سولہ (16) لاکھ سے زیادہ لوگوں نے ہندوستان چھوڑ کر دوسرے ملک کی شہریت اختیار کر لی، امسال یہ تعداد دوسرے سالوں کے مقابل زیادہ ہے اور اندازہ لگایا جارہا ہے کہ نومبر دسمبر میں یہ تعداد دو لاکھ سے اوپر جاسکتی ہے، شہریت اور ویزا دلانے والی مشہور کمپنی ہنری اینڈ پارٹنرس (H&P) کا کہنا ہے کہ ۲۰۲۰ء کے مقابلے ۲۰۲۱ء میں شہریت حاصل کرنے کے لیے پوچھ تاچھ کرنے والوں میں چون فی صدی کا اضافہ ہوا ہے۔ ہندوستانی شہریت کے تارکین میں سے چوالیس (44) فی صدی لوگ امریکہ کی شہریت اختیار کر رہے ہیں، مالدار اور کروڑ پتی لوگ سرمایہ کاری کرکے پہلے گولڈن ویزہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں اور یہ گولڈن ویزہ بعد میں وہاں کی شہریت حاصل کر لینے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں میں نوبل انعام یافتہ ابھی جیت بین جی، ہندی فلموں کے مشہور اداکار اکچھیہ کمار، برطانیہ میں سکونت پذیر سب سے مالدار انسان گوپی چند ہندوجا، امرت سرکی دی پت نول کا نام لیا جاسکتا ہے، جنہوں نے غیر ملکی شہریت قبول کر لی ہے۔

ہندوستان کی شہریت ترک کرنے کی وجہ دوسرے ملکوں میں کاروبار اور کام کے آسان شرائط، محفوظ تجارتی معاملات بھی ہیں، ہندوستان میں دہری شہریت؛ اس لیے جو لوگ ہندوستان سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں ان کے لیے ۲۰۰۶ء سے حکومت ہند نے اوورسیز سیٹیزن انڈیا کارڈ (OCI) جاری کیا ہے، اس کارڈ کے ذریعہ تارکین کو پوری زندگی ہندوستان میں رہنے، کام کرنے، معاشی لین دین کی اجازت ہوتی ہے البتہ اسے ملکی سیاست میں انتخاب لڑنے ووٹ ڈالنے، سرکاری ملازمت یا سرکاری عہدوں پر تقرری اور غیر منقولہ جائیداد کو خریدنے کا حق نہیں ملتا۔

غریبوں کا خیال رکھیے

دسمبر اور جنوری کا مہینہ بہار میں سرد ہواؤں اور یخ بستہ راتوں کے لیے مشہور ہے، کڑاکے کی سرد اور برفانی لہروں کی وجہ سے متوسط مزدور اور غریب طبقات کے لیے زندگی گذارنا دشوار ہوتا ہے، وہ لوگ جن کے سروں پر چھت نہیں ہے، وہ فٹ پاتھ پر سوتے ہیں، ان کے لیے سردی کے قہر سے خود کو بچانا مشکل ہوجاتا ہے، ٹھنڈک گوشت وپوست ہی کو نہیں اعضاء رئیسہ پھیپھڑے اور قلب وغیرہ کو متاثر کرتی ہے، جو قلب کے مریض ہیں ان کے ہارٹ اٹیک کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، غرباء اگر ٹھنڈ کی چپیٹ میں آگیے تو ان کے لیے علاج کرنا بھی مشکل ہوجاتا ہے، بہار میں اس وقت بارہ سے پندرہ کلومیٹر کی رفتار سے پچھوا ہوا چل رہی ہے، جس نے درجۂ حرارت کو گرا کر نچلی سطح تک پہونچا دیا ہے، محکمہ موسمیات کی مانیں تو پٹنہ میں درجۂ حرارت 9.1 گیا میں 6.2، بانکا میں 6.4، اورنگ آباد میں 8.3، پورنیہ میں 10.8 سہرسا میں 10.5 سوپول میں 12.4 بھاگلپور میں 11.3، مظفر پور میں 11.8 رہتاس میں 11.5 شیخ پورہ میں 10.5 اور بیگوسرائے میں 9.7 رکارڈ کیا گیا ہے، جس نے غریبوں کی مشکلیں بڑھادی ہیں۔

ایسے میں اسلام کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ اس قسم کی پریشانی سے محفوظ ہیں وہ ان غریبوں کا خیال رکھیں اوراپنے اردگرد کے ٹھنڈک میں پریشان حال لوگوں کی جس قدر مدد کر سکتے ہوں کریں، امارت شرعیہ بھی ایسے موقع سے مستحقین تک کمبل پہونچانے کا کام ہر سال کرتی ہے، امارت شرعیہ کے ذمہ داروں نے ضلع، بلاک اور پنچایت سطح پر جو امارت شرعیہ کمیٹی کے صدور اور سکریٹریز ہیں، یا ذیلی دفاتر کے ذمہ دار ہیں، ان سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں امارت شرعیہ کے زیر اہتمام اس کام کو کریں، اسلامی اصول کے مطابق علاقہ کے مالداروں سے رقومات حاصل کریں اوراس علاقہ کے ضرورت مندوں تک کمبل خرید کر پہونچادیں۔

جن علاقوں میں مقامی طور پر یہ کام ممکن نظر نہیں آئے، وہ اپنی رقومات بیت المال امارت شرعیہ کو ارسال کر دیں، انشاء اللہ مرکزی دفتر امارت شرعیہ کے ذریعہ حسب وسائل بڑے پیمانے پر اس کام کو کیا جائے گا، اوراہل خیر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں گے۔

یادوں کے چراغ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

عامر سلیم خان

بے باک صحافی، ہمارا سماج دہلی کے مدیر، ادیب، شاعر، ناول نگار، پریس کلب آف انڈیا کے رکن، ورکنگ جرنلسٹ کلب کے صدر منجامرنج شخصیت کے مالک چودھری امیر اللہ عرف عامر سلیم خان کا ۱۲/دسمبر۲۰۲۲ءکو دن کے ایک بجے بے بی پنت اسپتال نئی دہلی میں انتقال ہوگیا، وہ قلب کے مرض میں مبتلا تھے اور۱۰/دسمبر کو دوسری بار انہیں ہارٹ اٹیک ہوا، تین روز قبل انہیں اسپتال میں بھرتی کرایا گیا تھا، مرض اتار چڑھاؤ آتا رہا، وینٹی لیٹر پر ڈالا گیا، اور پھر سانس کی ڈور اس طرح اتری کے وہ دوبارہ چڑھ نہ سکی، پس ماندگان میں تین لڑکے اور ایک اہلیہ ہیں، سب سے بڑا لڑکا تیرہ سال کا ہے، تینوں لڑکے اسکول میں پڑھتے ہیں، جنازہ دن گذار کر ساڑھے آٹھ بجے شب مہدیان قبرستان میں ہوا، مولانا محمد رحمانی ڈائرکٹر جامعہ سنابل نئی دہلی نے جنازہ کی امامت فرمائی اور تدفین قبرستان مہدیان میں والد محمد سلیم خان کے پہلو میں ہوئی، جنہوں نے صرف ایک ماہ دس دن قبل جان جان آفریں کے سپرد کیا تھا۔

عامر بن سلیم خان (م ۲/نومبر۲۰۲۲ء) اڑتالیس سال قبل ۱۹۷۴ء میں موجودہ ضلع سدھارتھ نگر یوپی کے ''کوہڑا'' گاؤں میں پیدا ہوئے، ان کے والد نے ان کا نام چودھری امیر اللہ رکھا تھا، ابتدائی تعلیم کے بعد جب وہ دہلی آئے تو ان کے استاذ قاری فضل الرحمٰن انجم ہاپوڑی نے ان کا نام بدل کر عامر سلیم خان کر دیا اور وہ اسی نام سے مشہور ہوگیے، دہلی انہیں مولانا ابوالوفا صاحب لے کر آئے تھے جو ان کے گاؤں کے ہی رہنے والے ہیں، دہلی میں آگے کی تعلیم کے لیے ان کا داخلہ پہلے مدرسہ ریاض العلوم میں ہوا، پھر وہ مدرسہ رحمانیہ ابو الفضل انکلیو منتقل ہوگیے، وہاں سے جامعہ رحیمیہ مہدیان آگیے اور یہیں سے فراغت پائی، صحافی بننے کے قبل تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ رحیمیہ مہدیان سے کیا، رہائش بھی ان مہدیان میں تھی، اس لیے صحافی بننے کے بعد بھی تدریس کی ذمہ داری ادا کرتے رہے، ان کا حافظہ مضبوط تھا اس لیے واقعات وحادثات حافظہ کی گرفت میں جلد آجاتے تھے، انہیں اردو کے علاوہ عربی، فارسی زبان سے بھی خاصی انسیت تھی، ان کے ذمہ بہت دنوں تک جامعہ رحیمیہ کے حساب وکتاب کی ذمہ داری بھی رہی۔

عامر سلیم خان نے صحافت کا آغاز نامہ نگار کی حیثیت سے کیا، انہوں نے راشٹریہ سہارا میں نامہ نگار کی حیثیت سے کام کیا، دوسال بعد وہ ہندوستان اکسپریس دہلی سے وابستہ ہوگیے، ہندوستان اکسپریس سے الگ ہوکر خالد انور صاحب نے جب ہمارا سماج نکالا تو وہ اس سے وابستہ ہوگیے، خالد انور کے ایم ایل سی بننے کے بعد وہ ہمارا سماج کے ایڈیٹر بن گیے اور آخر سانس تک ہمارا سماج کی خدمت کرتے رہے، ان کا لکھنے کا انداز، مخصوص لب ولہجہ اور لاجواب سرخیوں کی وجہ سے ان کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔

صحافت کے ساتھ انہوں نے ایک ناول بھی لکھا تھا جسے انہوں نے باخبر ذرائع کے مطابق نظر ثانی اور پروف ریڈنگ کے لیے اے رحمٰن ایڈووکیٹ اور ارشد ندیم کو میل سے بھیج دیا تھا، جنہوں نے اس ناول کو دیکھا ہے ان کے بقول اس کی کہانی دو مدرسہ میں پڑھنے والے لڑکوں کی کہانی ہے جو گاؤں سے شہر آکر یہاں کے ماحول میں الجھ کر رہ جاتا ہے، عامر سلیم نے اس کہانی کا پلاٹ اس طرح تیار کیا ہے کہ سیاسیات، سماجیات، ماحولیات، وغیرہ سب کو اس کا حصہ بنادیا ہے اور صاف شستہ زبان کے ذریعہ نیم رومانی انداز میں پلاٹ کو آگے بڑھا کر اختتام تک پہونچا دیا ہے۔

عامر سلیم نے شاعرانہ ذوق بھی پایا تھا، کبھی کبھی اس میں بھی طبع آزمائی کرتے اور موقع ملتا تو مجلسوں میں بھی سنا بھی دیا کرتے تھے، صحافت میں جس طرح بے باکی کے ساتھ وہ لکھا کرتے تھے، ان کی شاعری کے موضوعات بھی اسی طرح کے ہوتے تھے، جو ہر اس شخص کو چوٹ پہونچاتے تھے جس سے ان اشعار کا تعلق ہوتا، ایسے موقع سے سامعین کو ''اَلحَقُّ مُرٌّ'' سچ کڑوا ہوتا ہے کی صحیح تصویر کا ادراک ہوتا۔

صحافت میں ہر موضوع پر لکھنا، صحافی کی مجبوری ہوتی ہے، چنانچہ ان کی تحریروں کے موضوعات بھی متنوع ہوتے تھے، انہوں نے بعض شخصیات پر بھی مضامین لکھے، ان کی تعداد اتنی تو ضرور ہے کہ وہ ایک کتاب کی شکل اختیار کرلیں، لیکن اسے مرتب کرے گا کون؟ ان مضامین کو جمع کرنا اور پھر اسے طباعت کے مراحل سے گذارنا بہت آسان کام نہیں ہے، احباب ورفقاء بھی فاتحہ خوانی کے بعد مطمئن ہوجاتے ہیں، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ متعلقین اس کام کے لیے فکرمند ہوں، اللہ کرے عامر سلیم خان کے معاملہ میں ایسا نہ ہو۔

جس کم عمری میں عامر سلیم خان چل بسے، اس نے ان بچوں کی کفالت کا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے، یہ ایک اچھی بات ہے کہ ہمارا سماج کے چیف ایڈیٹر جناب خالد انور ایم ایل سی نے ان کے بچوں کی کفالت کی ذمہ داری قبول کرلی ہے، یہ ایک اچھی روایت قائم ہوئی ہے، اللہ کرے اس پر عمل بھی ہوجائے، ورنہ کارکن صحافی کی موت کے بعد جوان کے خاندان کا حشر ہوتا ہے، اس کے لیے کسی مثال اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین

کتابوں کی دنیا : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

تفہیم وتنقید

محمد فرحت حسین (ولادت ۵/جنوری ۱۹۵۸ء) بن سید علی مرحوم اپنے اصلی نام سے کم اور قلمی نام ڈاکٹر فرحت حسین خوش دل کے نام سے زیادہ متعارف ہیں، ڈبل ایم اے بی ایڈ کیا ہے، جائے پیدائش برہ بھاگلپور ہے، لیکن بسلسلہ ملازمت ضلع اسکول ہزاری باغ سے منسلک ہوئے تو یہیں کے ہوکر رہ گیے اور اب سبکدوشی کے بعد پورا وقت ادب وتنقید اور شاعری کو دے رہے ہیں، محبت وتعلق میری غائبانہ ہی تھی، لیکن اردو صحافت کے دوسو سال مکمل ہونے پر ۱۳/اکتوبر۲۰۲۲ءمطابق ۱۶/ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ بروز جمعرات امارت شرعیہ تشریف لائے اور مولانا سید محمد عثمان غنی پر اپنا کلام پڑھا تو لوگ متاثر ہوئے، غالبا دو شب قیام رہا اور اس قیام کے دوران قسطوں میں میری کئی ملاقاتیں ہوئیں اور وہ امارت شرعیہ کے کاموں سے متاثر ہوکر واپس ہوئے، جاتے وقت میں نے اپنی کچھ تصنیفات حوالہ کی تھی اور آتے وقت وہ اپنی تصنیفات مقالات خوش دل، تنقیدات خوش دل، نقوش خوش دل اور تفہیم وتنقید میرے لیے لیتے آئے تھے، اب تک ان کی دس کتابیں ایوان نعت (مختلف نعت گوشعراء پر مضامین) الحمد للہ (مجموعۂ حمد ومناجات، سمعنا واطعنا (مجموعۂ نعت پاک)، وجدان کے پھول (مجموعۂ غزل) تنقیدات خوش دل (تنقیدی مضامین) پشپانجلی (بزبان ہندی)، انتخاب کلام بی ایس چیت جوہر اور نقوش خوش دل طباعت کے مرحلہ سے گذر کر مقبول ہوچکے ہیں، ۲۰۰۹ء میں پہلی کتاب آئی تھی، اور۲۰۲۲ء میں ان کی آخری کتاب نے قارئین کے دلوں پر دستک دینے کا کام کیا ہے، وہ جو تخلیق انسانی کا دورانیہ شریعت نے چھ ماہ سے دوسال تک مقرر کر رکھا ہے، ان کی کتابوں کے مجموعے بھی اسی انداز میں آئے ہیں، بعضے اس دورانیے سے کم میں وجود پذیر ہوگیے، مثلا 2019ء میں تین کتابیں منظر عام پر آئیں، یہ تو مقررہ میعاد سے کم میں آگئیں، ہوسکتا ہے الگ الگ نہ آکر جڑواں آگئی ہوں، تو کسی کو اعتراض کا کیا حق ہوسکتا ہے، ۲۰۱۰ء میں دو کتابیں آئیں، چھ چھ ماہ کا دورانیہ چلے گا، اس کے بعد ۲۰۱۴ء، ۲۰۱۶ء، ۲۰۱۷ اور ۲۰۲۲ء میں جو کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں، ان کا وقفہ مناسب ہے۔ اب ۲۰۲۲ء ختم ہونے کو ہے اور قارئین کو انتظار ابھی سے ''ایک لٹھ مار ناقد علامہ ناوک حمزہ پوری'' اور تفہیمات خوش دل کا انتظار ہے، دیکھیے یہ کتابیں ہماری آنکھوں کو کب روشن اور دل کو شاد کرتی ہیں، خوش دل شاعری میں ناوک حمزہ پوری کے شاگرد ہیں اور ۱۹۷۵ء سے اب تک جو کچھ ان کا شعری سرمایہ ہے، ان میں استاذ کی اصلاح اور توجہ کا بہت ہاتھ رہا ہے، اس لیے کتاب کا نام ''لٹھ مار ناقد'' تو مجھے بالکل پسند نہیں آیا، یہ استاذ کے حوالہ سے سوئے ادب بھی ہے اور لٹھ کی ٹھ تنافر حروف میں سے ہے، اس لیے سماعتوں پر گراں بار بھی معلوم ہوتا ہے۔

مختلف اداروں کی طرف سے وہ بہتر استاذ اور تاجدار سخن کا اعزاز پاچکے ہیں، حمد ونعت اکیڈمی نئی دہلی کی مجلس منتظمہ اور ہزاری باغ کی حمد ونعت اکیڈمی کے جنرل سکریٹری ہیں، اس حوالہ سے ان کی خدمات ابھی جاری ہیں، ناوک حمزہ پوری نے اردو شعروادب کا برق رفتار فنکار ڈاکٹر فرحت حسین خوش دل نامی کتاب بھی ان پر تصنیف فرمائی ہے، یہ استاذ کا اپنے شاگرد کے تئیں بے پناہ محبت کا صدقہ ہے، ورنہ ان دنوں اساتذہ اپنے شاگردوں پر لکھنا کسر شان سمجھتے ہیں، حالاں کہ شاگرد جس قدر بھی بڑا ہوجائے اس کی بڑائی بڑی حد تک استاذ کے کاندھوں کی ہی رہین منت ہوتی ہے، اس کے علاوہ ماہنامہ قرطاس ناگپور نے خوش دل نمبر نکال کر ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

تفہیم وتنقید خوش دل صاحب کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے، اس مجموعہ میں کل بیس (20) مضامین ومقالات ہیں، ایک مضمون اردو مرثیہ گوئی کو ایک تنقیدی نظر فن مرثیہ گوئی کی تاریخ، تحقیق اور تنقید پر مشتمل ہے، اس مضمون میں مصنف نے بعض ایسے نکات بھی اٹھائے ہیں، جن کی طرف نقادوں کی توجہ گئی نہیں ہے، یا گئی ہے تو اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکا ہے، اس مقالہ کو پڑھ کر خوش دل کے مطالعہ کی گہرائی، گیرائی اور تنقیدی کاوش کا پتہ چلتا ہے، اس کے علاوہ جو مقالات ہیں، وہ مختلف شعراء ادباء حضرات کی شخصیت ان کی شاعری اور ان کی خدمات پر تنقیدی نظر ہے، اس درجہ بندی سے چاہیں تو ایک اور مقالہ علامہ شبلی نعمانی کے کارنامے کو الگ کر سکتے ہیں، جن شعراء پر گفتگو کی گئی ہے ان میں رفیق شاکر، ابوالبیان حماد عمری، سید احمد ایثار ناطق گلاوٹھی، ناوک حمزہ پوری، طرفہ قریشی، سید احمد شمیم، اوج اکبر پوری، رند ساگری، اسد ثنائی، محمد ارشد، معین زبیری، اسحاق ساجد، ایس ایچ ایم حسینی، طہور منصوری، ناز قادری، شرافت حسین، منیر رشیدی، گلشن خطاتی کشمیری کے فکروفن، ترجمے، تنقیدی شعور وغیرہ کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔ اس فہرست کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرحت حسین خوش دل نے نئے اور پرانے قلم کاروں اور ان کی کتابوں کو موضوع تفہیم وتنقید بنایا ہے، ایک درجہ بندی معروف اور غیر معروف کے حوالے سے بھی کی جاسکتی ہے، چند ایک کو چھوڑ کر بیش تر غیر معروف ہیں، نئے قلم کاروں کی حوصلہ افزائی خوش دل کے دل کو راس آتی ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بعد جو نسل شعروادب کی مشاطگی کے لیے آرہی ہے، ان کے حوصلے بلند کیے جائیں اور ان میں خود اعتمادی پیدا کی جائے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خوش دل نے بے جا تعریف وتوصیف اور مدح وستائش سے کام لیا ہے، ایسا وہ عموما نہیں کرتے، بلکہ یک گونہ اسے وہ ناپسند کرتے ہیں، خوش دل نے جو کچھ لکھا ہے، پڑھ کر لکھا ہے، ممکن ہے ان کے مقالات کے بعض جزو سے آپ اختلاف کریں اور بعض کی تعریف وتوصیف پسند نہ آئے، لیکن ان کے خلوص پر شبہ کی گنجائش نہیں، تشکیلات سے متاثر ہوکر پر انہوں نے نعت کی جمع نعوت استعمال کی ہے، یہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ نعت کی جمع مکسر مستعمل نہیں ہے، جمع سالم ہی استعمال ہوتا رہا ہے۔

ایک سو نوے صفحات کی قیمت پانچ سو روپے اردو کے قارئین کے لیے گراں بار ہے، خوش دل جیسے لوگ تو خرید سکتے ہیں، لیکن جن کی تنخواہ بھی ان کی پنشن سے کم ہے وہ اس کتاب کو اٹھا کر للچا کر چھوڑ دیں گے، کیوں کہ ان کی قوت خرید ان کا ساتھ نہیں دے پائے گی۔ کتاب ملنے کے چار پتے درج ہیں، ہزاری باغ میں ہیں تو فرحت حسین خوش دل سے بلا واسطہ لے لیجیے، پٹنہ میں رہتے ہوں تو بک امپوریم سبزی باغ جائیے، بھاگلپور میں نیو کتاب منزل تاتارپور جاکر آپ کی مراد پوری ہوسکتی ہے۔ طباعت ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی کی ہے، معیاری ہے، کور تجریدی آرٹ کا نمونہ ہے، لیکن ایسا معمہ نہیں کہ رنگوں کی پُتائی کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہ آئے، مرغی کا پر جو قلم کے طور پر دوات میں ڈالا ہوا ہے، اور کتاب کا ورق کھلا ہوا بھی دکھنے میں آجاتا ہے۔ آپ بھی پڑھ کر لطف اٹھائیے، اور ان شاعروں اور ادیبوں کی شخصیت اور فکر وفن سے قلب ودماغ کو مجلّٰی کیجیے۔

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

تقویٰ وپرہیزگاری کی نادر مثال

حضرت عمر رضی اللہ عنہ طبیعت کے اعتبار سے انتہائی جری، بہادر اور بے باک انسان تھے، مگر اللہ کا ڈر اتنا تھا کہ معمولی بات میں بھی آنکھیں تر ہو جایا کرتی تھیں۔ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پینے کے لیے پانی مانگا تو ان کو پانی کے بجائے شربت دے دی گئی، آپ شربت پینے لگے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، کسی نے کہا اے امیر المومنین! آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: مجھے قرآن پاک کی ایک آیت رلا رہی ہے، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن عمر بن خطاب سے کہہ دیا جائے: ''اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا.''(سورۃ الاحقاف: ۲۰) کہ تم اپنے پاکیزہ اعمال کا مزہ دنیوی زندگی میں لوٹ چکے ہو اور تمہارے اعمال کا بدلہ مل چکا ہے، ڈر ہے کہ یہ نعمتیں میری نیکیوں کے اجر کے طور پر نہ مل رہی ہوں کہ مرنے کے بعد میرا ہاتھ خالی ہو جائے اور ثواب سے محروم کر دیا جاؤں۔

دیانت داری سے عہدہ ومنصب نصیب ہوا

مراقش کا فقیر منش عالم ابو یعقوب بہت محتاج تھا، تلاش معاش میں نکلا، تلاش کرتے کرتے دمشق پہونچا، وہاں کے بادشاہ سے ملاقات ہوئی، بادشاہ نے مختصر بات چیت کے بعد بطور پاسبان باغ میں رکھ لیا، دن گزرتے گئے، پورے پانچ سال کے بعد بادشاہ سیر وتفریح کی نیت سے باغ پہونچا اور ابو یعقوب سے کہا کہ باغ سے کچھ نہایت میٹھے انار توڑ کر لاؤ۔ کچھ دیر کے بعد چند انار لے کر آئے، مگر سب کھٹے نکلے، بادشاہ نے پوچھا کہ تم کتنے دنوں سے یہاں پاسبانی کر رہے ہو؟ جواب ملا پانچ سال سے، بادشاہ نے کہا پھر تجھے یہ نہیں معلوم کہ کس درخت کا انار میٹھا ہے اور کس درخت کا کھٹا؟ ابو یعقوب نے جواب دیا کہ آنحضور نے مجھے پاسبانی پر مقرر فرمایا ہے نہ کہ پھلوں کے چکھنے پر، باغ اور اس کا پھل میرے ذمہ امانت ہے، اگر آپ کی اجازت کے بغیر پھل چکھ لیتا تو خیانت ہو جاتی اور اللہ کو اس کا جواب دینا پڑتا، اس لیے پورے پانچ سال میں ایک پھل بھی اپنی زبان پر نہیں رکھا ہوں۔ بادشاہ نے ان کی دیانت داری سے خوش ہو کر ان کو اپنا وزیر اور مشیر بنا لیا۔(کشکول حسن)

ایک صحابیہ کا عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جنگ احد کے دوران مدینہ منورہ میں خبر پھیل گئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں، اس خبر کے پھیلتے ہی مدینہ میں کہرام مچ گیا، عورتیں روتی ہوئی گھروں سے باہر نکل آئیں، ایک انصاریہ عورت نے کہا کہ جب تک اس کی خود تصدیق نہ کر لوں، میں اسے تسلیم نہیں کروں گی، چنانچہ وہ ایک سواری پر بیٹھیں اور اپنی سواری کو اس پہاڑ کی طرف بھگایا، کافی قریب آئیں تو ایک صحابی آتے ہوئے ملے، ان سے پوچھتی ہیں: ''ما بال محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم نہیں ہے۔ البتہ میں نے دیکھا کہ تیرے بیٹے کی لاش فلاں جگہ پر پڑی ہوئی ہے۔ اس عورت کو جوان سال بیٹے کی شہادت کی خبر ملی مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئیں، اس ماں کے دل میں عشق رسول ﷺ نے اتنا اثر ڈالا ہوا تھا کہ بیٹے کی شہادت کی خبر سنی؛ مگر کوئی پرواہ نہ کی، سواری آگے بڑھاتی ہیں ایک اور صحابی ملے، ان سے بھی وہی سوال کرتی ہیں۔ وہ بھی جواب دیتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم نہیں البتہ آپ کے خاوند کی لاش فلاں جگہ پر پڑی ہوئی ہے۔ یہ صحابیہ پھر بھی ٹس سے مس نہیں ہوئیں۔ اور آگے بڑھیں، پھر کسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا، جواب ملا مجھے معلوم نہیں؛ البتہ تیرے والد کی لاش فلاں جگہ پر پڑی ہوئی ہے، مگر پھر بھی وہ صحابیہ ٹس سے مس نہ ہوئیں۔ آگے ایک اور صحابی ملے، پوچھتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ ﷺ فلاں جگہ پر موجود ہیں، چنانچہ سواری ادھر بڑھاتی ہیں، جب وہاں پہونچیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے، وہاں اپنی سواری سے نیچے اتر گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر کہا ''کل مصیبۃ بعد محمد سھل'' (میرے اوپر تمام مصیبتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے بعد آسان ہو گئیں)(خطبات ذوالفقار:۲/۱۰۲)

آخری حسرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے

غزوۂ احد کے میدان میں ایک صحابیؓ زخمی ہوئے، خون بہت نکل جانے کی وجہ سے قریب المرگ ہو چکے تھے، ایک دم دوسرے صحابیؓ ان کے قریب آئے اور پوچھا، آپ کو کسی چیز کی تمنا ہے؟ عرض کیا کہ ہاں، انہوں نے پوچھا کون سی؟ جواب ملا کہ آخری وقت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے زخمی مجاہد کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور ان کو لے کر تیزی سے اس طرف بھاگے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر ان کو اتارا اور کہا کہ آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سامنے ہیں، جب نام سنا تو ان کے جسم میں بجلی کی لہر دوڑ گئی کہ فوراً طاقت بحال ہو گئی، اپنے چہرہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا، دیدار کرتے ہی ان کی حالت غیر ہو گئی، اور انہوں نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔(عشق الٰہی:۴۷)

محبت الٰہی میں بھوک وپیاس کا گزر کہاں؟

ایک مرتبہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بہت بیمار ہوئے، طبیعت سنبھل ہی نہیں رہی تھی، خاتون جنت رضوان اللہ علیہا نے دونوں شہزادوں کی صحت یابی کے لیے منت مانی کہ یا اللہ دونوں بچوں کو صحت مل گئی تو ہم میاں بیوی تین دن لگاتار نفلی روزہ رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاصہ سے دونوں شہزادوں کو صحت عطا کر دی، چنانچہ سیدنا علی مرتضیٰ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما نے روزہ رکھنا شروع کیا، جب افطار کا وقت ہوا تو دونوں کے پاس کھانے کے لیے فقط ایک روٹی تھی، اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی، پوچھا کہ کون تو جواب ملا کہ میں مسکین ہوں، بھوکا ہوں، اس لیے در پر آیا ہوں کہ کچھ مل جائے۔ میاں بیوی نے سوچا کہ ہم بغیر کھائے گزارہ کر لیں گے مگر ہمیں سائل کو خالی نہیں بھیجنا چاہئے۔ چنانچہ روٹی اٹھا کر سائل کو دے دیا اور خود کھائے بغیر فقط پانی سے روزہ افطار کر لیا، صبح سحری بھی فقط پانی پی کر ہوئی، دوسرے دن حضرت علیؓ نے کچھ کام کیا، مگر اجرت اتنی ملی کہ پھر دونوں کے لیے فقط ایک روٹی، جب افطاری کا وقت قریب آیا تو پھر دروازے پر دستک ہوئی، پتہ چلا کہ ایک یتیم سائل بن کر آیا ہے، اور کچھ کھانے کے لیے مانگ رہا ہے، میاں بیوی نے سوچا کہ ہم آج پھر کھائے بغیر گزارہ کر لیں گے، مگر یتیم کو انکار کرنا ٹھیک نہیں ہے، چنانچہ روٹی یتیم کو دے دی گئی اور خود دونوں نے پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ سحری کے وقت بھی فقط پانی تھا، تیسرے دن حضرت علیؓ کچھ لے کر آئے مگر وہ بھی فقط اتنا کہ دونوں میاں بیوی بمشکل افطار کر سکتے تھے، لیکن اس دن ایک اسیر نے دستک دی اور سوال کیا، گویا کہ تین دن متواتر بھوکا رہنے سے سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کی اپنی حالت دگرگوں تھی، نقاہت بہت زیادہ تھی، بھوک کی شدت نے مضطرب کر دیا تھا، مگر اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ بھیج دینا ان کے نزدیک مناسب نہیں تھا۔ لہٰذا تیسرے دن بھی روٹی اٹھا کر سائل کو دے دی، اپنے اوپر تنگی برداشت کر لی، مگر محبت الٰہی سے دل ایسا لبریز تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر جان دینا بھی آسان تھا، یہ تو پھر بھی روٹی کی بات تھی۔ عشاق کی زندگیوں کا ایک نمایاں پہلو یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔(عشق الٰہی:۴۶)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں ستاروں سے زائد ہیں

ایک دفعہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آرام فرما رہی تھیں، آسمان پر ستارے چمک رہے تھے، ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ آسمان پر جتنے ستارے ہیں، اتنی نیکیاں بھی کسی کی ہوں گی؟ انہوں نے یہی سوال نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا، کہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر بھی ہوں گی؟ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں عمرؓ کی ہوں گی۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہؓ خاموش ہو گئیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے خود پوچھا، عائشہ تم سوچ رہی ہو گی کہ میرے والد کا نام نہیں لیا، کہنے لگیں جی ہاں بالکل یہی بات سوچ رہی تھی، فرمایا: عائشہ! ان کی بات کیا سوچتی ہو، ان کی تو غار ثور میں گزری ہوئی ایک رات کی نیکیاں آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ سبحان اللہ! (خطبات ذوالفقار:۶/۶۹)

اگلوں نے بویا، ہم نے کھایا

خلیفہ ہارون رشید ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے۔ انہوں نے ایک ضعیف آدمی کو دیکھا کہ وہ گڑھا کھود کر درخت لگا رہا ہے، تو ہارون رشید نے پوچھا، بابا کیا کر رہے ہو؟ تو اس ضعیف شخص نے کہا آم کا پودا لگا رہا ہوں، ہارون رشید کو تعجب ہوا اور کہا، بابا کیا اس کا پھل کھاؤ گے؟ بابا جی جتنے ہوتے ہیں وہ زمانہ دیکھے ہوئے ہوتے ہیں، اس نے کہا کہ اگلوں نے بویا، ہم نے کھایا، اب میں بو رہا ہوں بعد والے لوگ کھائیں گے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور وزیر سے کہا کہ ان کو ایک ہزار اشرفیاں انعام میں دو، ایک ہزار اشرفیاں اس کو انعام میں مل گئیں، اب بابا نے کہا، جہاں پناہ! اگلوں نے درخت لگایا، ہم نے کھایا اور میں ابھی درخت لگا رہا ہوں، اس کا پھل تو مجھے مل گیا، ہارون رشید بہت خوش ہوا اور کہا کہ اس کو ایک ہزار اشرفیاں مزید دو، دو ہزار اشرفیاں مل گئیں، اب بڑے میاں نے کہا، جہاں پناہ! معاف فرما دیں لوگ درخت لگاتے ہیں، سال میں ایک مرتبہ پھل کھاتے ہیں، اور میں تو ابھی درخت لگا رہا ہوں اور لگاتے لگاتے دو مرتبہ پھل کھا چکا ہوں، بادشاہ نے کہا واہ واہ! سبحان اللہ! ان کو ایک ہزار اشرفیاں اور دے دو، وزیر نے کہا بادشاہ سلامت آگے چلئے، یہ بڑے میاں یہاں سارا خزانہ ہی صاف کر دیں گے۔

ایک علمی لطیفہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک علمی لطیفہ لکھا ہے کہ ایک خان صاحب حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت میرے یہاں لڑکا ہوا ہے، اور میں اس کا نام الحمد للہ خان رکھنا چاہتا ہوں، میرے ایک لڑکے کا نام ماشاء اللہ خان، ایک لڑکے کا نام سبحان اللہ خان ہے، لہٰذا اس کا نام الحمد للہ خان رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے منع فرمایا، مگر خان صاحب کی سمجھ میں نہیں آیا، خیر جب وہ چلا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس کے سب بچے مر جائیں گے، کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تو خادموں نے پوچھا، حضرت! یہ کیسے ہوا؟ تو حضرت نے فرمایا کہ قرآن مجید نے کہا ہے ''وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین'' کہ حمد سب سے آخر میں ہوتی ہے، اسی وجہ سے یہ حکم ہے کہ ہر اچھے کام کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا مستحسن ہے۔

اچھی چیز صدقہ کرو

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک مؤذن صاحب کے لیے ایک بچہ مٹی کے پیالہ میں کھیر لے کر آیا، مؤذن صاحب اکثر بہت نادار اور غریب ہوتے ہیں، بچہ نے مؤذن صاحب سے ملاقات کی اور کہا کہ میری امی نے آپ کے لیے کھیر بھیجی ہے، مؤذن صاحب نے کہا، کیا بات ہے آج تمہاری امی کا اتنا بڑا دل ہو گیا کہ میرے لیے کھیر بھیجی، بچے تو بالکل سادہ لوح اور بھولے بھالے ہوتے ہیں، اس نے سادگی میں کہا کہ کتے نے اس کھیر میں منہ ڈال دیا تھا، یہ سن کر مؤذن صاحب کو غصہ آ گیا اور وہ پیالہ زمین پر پٹک دیا کہ کمبخت ایسی کھیر ہمارے لیے بھیجی ہے، وہ مٹی کا پیالہ ٹوٹ گیا، بچہ رونے لگا، پوچھا کیوں روتے ہو؟ تو بچہ نے کہا کہ امی جان اس پیالہ میں بھیا کا پاخانہ صاف کرتی ہیں۔ آپ نے وہ پیالہ توڑ دیا۔ معلوم ہوا کہ ہدیہ اور صدقہ پاک چیزوں کا کرنا چاہئے۔ بیکار اور نکمی چیز صدقہ میں نہ دی جائے۔

فیصلہ میں کمال درجہ کی ذہانت چاہیے

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص نے ایک دوسرے شخص سے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا تاکہ اس کو اپنے کام میں لائے، اتفاقاً جس صاحب نے زمین خریدی تھی، اس نے اپنی خرید کردہ زمین میں ایک گھڑا پایا، جس میں سونا بھرا ہوا تھا، اس نے زمین بیچنے والے سے کہا تم اپنا یہ سونا لے لو، کیوں کہ میں نے صرف زمین خریدی تھی۔ یہ سونا میں نے نہیں خریدا تھا، جو اس زمین میں ہے۔ بیچنے والے نے کہا کہ یہ سونا بھی تمہارا ہی ہے، اسے تم ہی اپنے پاس رکھو، مگر خریدار اس پر تیار نہیں ہوا، یہاں تک کہ دونوں اپنا معاملہ ایک شخص کے پاس لے گئے، اس حاکم نے واقعہ کی تفصیل سن کر ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں کے یہاں اولاد ہے، ان میں سے ایک نے کہا میرے یہاں لڑکا ہے، دوسرے نے کہا کہ میرے پاس لڑکی ہے، قاضی نے یہ سن کر یہ فیصلہ دیا کہ اس لڑکے کا نکاح لڑکی سے کر دو اور اس سونے کو ان دونوں پر خرچ کرو اور پھر جو کچھ بچے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دو۔ اس واقعہ کا ذکر کرنے کے بعد مظاہر حق جدید کے مؤلف نے لکھا کہ یہ حاکم خود حضرت داؤد علیہ السلام تھے، کیوں کہ ایسا معتدل ومعقول فیصلہ دینا نبوت ہی کا خاصہ ہو سکتا ہے۔

دل شکنی اسلام کا طریقہ نہیں

مولانا نثار احمد قاسمی

آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلم معاشرہ بغض وحسد، کینہ وکپٹ، عداوت ودشمنی، ترک تعلق اوراس طرح کی بے شمار برائیوں کی لعنت میں مبتلا ہے، جس کے اسباب صرف اورصرف دنیوی اغراض اور مادی منفعت ہوا کرتے ہیں، معاشرہ تو بہت سے خاندانوں سے مل کر وجود میں آتا ہے، معاشرہ کے اندر اس طرح کی برائیاں خاندانی عدم توازن کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہیں، خاندان کے اندر جب انارکی پیدا ہوتی اور بگاڑ اپنا پنجہ گاڑ لیتا ہے تو اس کا اثر اس معاشرہ پر پڑتا ہے جس معاشرہ کا یہ خاندان ایک حصہ ہوتا ہے، خاندانی انتشار ہی کی وجہ سے آج ہم دیکھتے ہیں کہ گھر گھر نافرمانیاں ہورہی ہیں، ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کے درپے آزار ہے، تعلقات منقطع ہیں اور بسا اوقات ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں، صلہ رحمی ناپید ہوتی جارہی اوراس کی جگہ قرابت داروں کی حق تلفی اور قطع رحمی لے چکی ہے، آپسی الفت ومحبت مفقود ہوتی جارہی اور رحم وکرم کا جذبہ ماند پڑتا جارہا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے جارہے ہیں، اسلامی اخلاقیات سے ناآشنا ہوگئے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو پس پشت ڈال دیا ہے، ہم نے اپنا شیوہ خوش اخلاقی کی جگہ بداخلاقی کو بنالیا ہے، حالانکہ متعدد قرآنی آیتیں اور بے شمار احادیث نبویؐ بصراحت قطع رحمی، آپسی رنجش، بغض وحسد، کینہ وکپٹ رکھنے اور قطع تعلق کرنے کی حرمت پر دلالت کررہی ہیں مگر ہم یا تو اس کا علم رکھتے ہوئے بھی اس سے اعراض کئے ہوئے ہیں یا لاعلمی وجہالت میں غیر اسلامی طریقہ اپنائے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں اور ہر ایسے بندے کی مغفرت کی جاتی ہے، جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے والا نہیں ہوتا، البتہ ایک اور شخص بھی ہے جس کی مغفرت نہیں کی جاتی اور یہ وہ شخص ہے جس کے اندر اپنے بھائی سے کینہ اور بغض وحسد ہوتا ہے، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اپنے بھائی سے مصالحت کرے، انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اپنے بھائی سے مصالحت کرے۔

شرک کی برائی اتنی خطرناک اور بھیانک ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو بندوں کے تمام گناہوں کو معاف کردے مگر شرک اکبر کو کسی بھی قیمت پر معاف نہیں کرنے والا ہے، اس کی صراحت سورۂ نساء، سورۂ حج، سورۂ لقمان، سورۂ زمر اوراس کے علاوہ بہت سی سورتوں اور آیتوں میں موجود ہے، اس قدر بھیانک جرم کے ساتھ ملاکر کینہ وکپٹ کا ذکر کرنا اس کی خطرناکی کو ظاہر کرتا اور شرک ہی کی طرح اس سے بچنے کی تاکید کرتا ہے، اسی لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاثۃ ایام‘‘ کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دنوں سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے، حافظ ابن عبدالبر نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ان احادیث کے ذریعہ اہل ایمان سے ترک تعلق، بغض وعداوت اور کینہ وکپٹ رکھنے کے گناہ کو ظاہر کیا ہے، کیوں کہ ایمان کا تقاضہ ہے کہ لوگوں کا خون، ان کے اموال اور ان کی آبرو محفوظ رہے اوراس کے شر سے دوسرے محفوظ رہیں، اس لئے کسی مسلمان کے لئے حلال وجائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے ترک تعلق کرے، ان سے بغض وعداوت رکھے، بلکہ ایمان کا تقاضہ ہے کہ ایمان والوں کے درمیان الفت ومحبت کی فضا قائم ہو اور آپسی اعتماد کا ماحول معاشرہ میں پھیلے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے حقوق کو خود معاف کرنے کے بجائے صاحب حق بندوں کی معافی پر محول کردیا ہے، اوراسی لئے اس حدیث کے اندر کہا گیا ہے کہ کینہ رکھنے والے بندوں کو چھوڑ دو، یہاں تک کہ وہ خود آپس میں صلح کرلیں اور آپس میں معافی تلافی کرلیں، اگر وہ آپس میں اپنے حقوق کا معاملہ صاف کرلیتے ہیں تو باقی حقوق جس کا تعلق اللہ سے ہے وہ اسے معاف کردے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’انما المومنون اخوۃ‘‘ ایمان والے سب کے سب آپس میں بھائی ہیں، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: و اعبدوا اللہ و لا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا......الخ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار مت دو، اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں، ہم سفروں، مسافروں اور غلاموں وباندیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، اللہ تعالیٰ اکڑنے فخر ومباہات کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (النساء) اس آیت کے اندر اقارب کا عطف والدین پر کیا گیا ہے اوراس پر یتیم ومسکین، پڑوسی، بیویاں، مسافرین اور ملک یمین کا عطف کیا گیا، ان تمام کو شامل کرتے ہوئے حسن سلوک کی تاکید اس لئے کی گئی کہ اس کا فائدہ پورے معاشرے کو پہنچے اور سب لوگ امن وامان، حسن اخلاق اور باہمی الفت ومحبت کے ساتھ زندگی بسر کرسکیں، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں نہ بغض رکھو، نہ حسد کرو، نہ ایک دوسرے کے درپے آزار ہو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے (ترک تعلق کرے) (متفق علیہ) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین شب سے زیادہ ترک تعلق کرے کہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں تو یہ ادھر رخ پھیر لے اور وہ ادھر رخ پھیر لے، دونوں میں بہتر وہ شخص ہے جو سلام میں پہلے کرے۔ (متفق علیہ)

کتب حدیث کے اندر بے شمار ایسی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے الفت ومحبت کرنے، ہمدردی وخیر خواہی کا معاملہ کرنے، ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھنے، آپسی تعاون کو فروغ دینے پر ابھارا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت پہنچاتا ہے۔ (متفق علیہ) ایسی ہی ایک روایت حضرت نعمان بن بشیرؓ سے بھی مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’آپس میں محبت کرنے اور ہمدردی ورحم دلی کرنے میں ایمان والوں کی مثال جسم واحد کی طرح ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم بخار وبے خوابی میں اس کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر آنکھ میں تکلیف ہوتی تو پورا جسم درد محسوس کرتا اور سر میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے‘‘۔ (متفق علیہ)

اگر ہم اہل ایمان ہیں، محمد عربیؐ کی امت میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت والفت رکھتے ہیں تو اس کا تقاضہ ہے ہم زیور تعلیم سے آراستہ ہوں، اسلام کی صحیح وسچی تعلیمات سے آگہی حاصل کریں اور اپنی زندگی اپنے مقتدیٰ اور رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں، صلہ رحمی کریں، آپس میں جذبہ الفت ومحبت کو پروان چڑھائیں رحم دلی اور ہمدردی کو اپنا شعار بنائیں اور اگر ہمارے دل میں کسی سے کینہ وکپٹ ہے تو اللہ کے واسطے اپنا دل صاف کریں، کسی سے دنیوی ومادی اغراض کی بنیاد پر اگر بغض وعناد ہو تو اسے دور کرتے ہوئے صلح ومصالحت کی طرف آگے بڑھیں، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کریں اور عام لوگوں سے اگر کسی وجہ سے ترک تعلق ہے تو اسے پس پشت ڈال کر بھائی چارگی اختیار کریں، تاکہ اس دنیا سے ہم اس طرح رخصت ہوں کہ ہمارا دل سبھوں سے صاف ہو اور ہمارے اوپر کسی کا حق باقی نہ رہے اور اس طرح ہمیں اللہ کے نیک بندوں میں لکھ لیا جائے اور ہماری مغفرت کردی جائے، ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ ہم جس دین ومذاہب کے ماننے والے ہیں وہ ہم سے متقاضی ہے کہ آخرت کی کامیابی کے لئے ہم آپس میں بیر نہ رکھیں اور اپنے اندرون خانہ سے بیرون اور پورے معاشرے تک اپنے تعلقات اچھے رکھیں۔

عصبیت کا زہر

فیصل شہزاد

عصبیت، شریعت کی نگاہ میں کتنی بری چیز ہے، اس کا اندازہ قرآن وحدیث میں تدبر کرنے سے بخوبی ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قوموں اور قبیلوں کو آپس کی پہچان کے لئے بنایا ہے، لیکن ہم نے اسے بجائے تعارف کا ذریعہ سمجھنے کے اس پر تفاضل اور تفاخر شروع کردیا۔ سورۃ الحجرات میں ارشادِ خداوندی ہے، فرمایا: ’’اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کرسکو۔‘‘ (۱۳) حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت کریمہ نے مساوات کا یہ عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ کسی کی عزت اور شرافت کا معیار اس کی قوم، اس کا قبیلہ یا وطن نہیں ہے بلکہ تقویٰ ہے۔ سب لوگ ایک مرد وعورت یعنی حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے پیدا ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مختلف قبیلے خاندان اس لیے نہیں بنائے کہ وہ ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتائیں بلکہ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ بے شمار انسانوں میں باہمی پہچان کے لیے کچھ تقسیم ہوجائے۔ یہی معاملہ زبان کا ہے آج ملک عزیز میں سب سے بڑا جھگڑا زبان کی بنیاد پر ہے۔ اسی بنیاد پر صوبے بنے ہوئے ہیں اوراسی بنیاد پر نئے صوبوں کی قرارداد پیش کی جارہی ہے...... یہ نفرت کی سیاست ہے، زبان کا اختلاف تو اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اوراس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔‘‘ (روم، 22) اب کوئی اس نشانی کو حقیر سمجھے تو کتنی گستاخی کی بات ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج پنجابی بولنے والے سرائیکی زبان میں عیب نکالتے ہیں، اردو بولنے والے پشتو اور بنگالی بھائیوں کی نقل اتارتے ہیں، یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ چنانچہ حضرت حکیم اختر مدظلہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا واقعہ اس ضمن میں نقل فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک بار حضرت حکیم الامت نے ایک شخص کا خط پڑھا جو بنگال سے آیا تھا، جس میں لکھا تھا کہ ہم بہت ہانستا ہے، اس کا علاج بتائیے۔ حضرت کی مجلس میں ایک صاحب نے کہا کہ یہ بنگالی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہارے اس جملے سے حقارت کی بو آرہی ہے کہ تم نے اہلِ بنگال اوران کی زبان کو حقیر سمجھا، تم جاکر دوبارہ کلمہ پڑھو اور دو رکعات نمازِ توبہ پڑھو، لہٰذا کسی زبان، رنگ یا قبیلے کی بنیاد پر کسی کو حقیر جاننا اور عصبیت کا نعرہ لگانے میں سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص عصبیت پر کسی کو بلائے یا عصبیت پر لڑے اور جو عصبیت پر مرے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ کتنی سخت وعید ہے۔ یعنی ایک چیز کو لوگ سمجھتے ہیں کہ غلط ہے مگر کبھی پارٹی کا سوال، کبھی خاندان برادری کی طرف داری، وہ امت مسلمہ سے نکل جانا گوارا کرلیتے ہیں لیکن خاندان برادری کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ سندھی زبان کا ایک محاورہ ’’سچ کو سچ مانیں گے لیکن لڑیں گے بھائی (یہاں بھائی سے مراد قبیلہ یا قوم ہے) کے لیے‘‘ ہمارے معاشرے میں عصبیت ولسانیت کے گہرے اثرات کو ظاہر کرتا ہے۔

مسلمانوں کے سیاسی زوال کے کئی اسباب کتابوں میں بتائے گئے ہیں لیکن یہ تعصب ہی ہے جس نے اس زوال میں سب سے اہم کردار ادا کیا۔ تعصب کی نحوست کی وجہ سے امت باقی نہ رہی، بلکہ قومیت، لسانیت اور علاقائیت کی بنا پر جماعتیں اور چھوٹے چھوٹے گروہ وجود میں آگئے۔ سامراجی طاقتوں نے مسلمانوں کو ٹکڑوں میں تقسیم کردیا، اس بندر بانٹ میں اگر کسی کے حصے میں چھوٹا سا شہر آگیا تو اس نے اسی کو غنیمت جانا اور وہ وہاں کا راجا بن کر بیٹھ گیا، تقسیم در تقسیم کے عمل نے جسدِ ملی کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے۔ اب ظاہر ہے جان تو جسم میں ہوتی ہے ٹکڑوں میں تو نہیں ہوتی، ان بے جان ٹکڑوں کے ساتھ دنیا بھر کے کفار بڑے مکروہ انداز میں کھیل رہے ہیں۔ آج یہی عصبیت ولسانیت کا ناگ وطن عزیز میں زہر اگل رہا ہے۔ اللہ اس زہر سے ساری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو پھر سے امت بننا نصیب ہوجائے۔

بڑھتے جرائم اور اسلام میں ان کا حل

مفتی احمد خانپوری

جرائم کے سیلاب میں بہتی انسانیت کیلئے پناہ صرف اور صرف اسلام کے دامن میں ہے:

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

کل جولوگ اسلامی سزاؤں کو بربریت اور وحشیت کہتے تھے،آج وہی چیخ چیخ کر اسلامی سزاؤں کا مطالبہ کررہے ہیں،اب تک جوقو میں پردہ سے ناراض تھیں اب وہ نقاب ڈالنے میں عافیت ماننے لگی ہیں۔

چندسالوں پہلے دہلی میں چلتی بس میں ایک طالبہ بھیڑیا صفت انسانوں کی ہوس کا شکار بنی،نوجوان لڑکی اب اس دنیا میں نہیں رہی۔ پورا ملک اس واقعہ کو لے کرسوچنے لگ گیا،سنسد میں بھی اس بات کو لے کر ہنگامہ ہوا،سورت سمیت ملک بھر میں اس حیوانیت کے خلاف ریلیاں نکلی،احتجاج ہوئے اس کے باوجود جرائم کا تناسب دن بدن بڑھتا جارہا ہے،اتنی ساری گرفتاریاں ہورہی ہیں،ہنگامے کئے جارہے ہیں،مجرموں کے خلاف آوازیں اٹھائی جارہی ہیں،کمیٹیاں رچی جارہی ہیں،قانون میں نئی اصلاحات کر کے سختیاں بڑھائی جارہی ہیں لیکن

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اب آیئے ہم دیکھتے ہیں اسلام نے اس مسئلہ کا کیا حل پیش کیا ہے؟

سب سے پہلے تو اسلام نے ایمان والوں کو نگاہیں نیچی رکھ کر پاکدامنی حاصل کرنے کا حکم دیا، یہ حکم مردوں کو بھی دیا اور عورتوں کو بھی دیا۔ عام طور پر تو قرآن شریف مردوں کو مخاطب کر کے خواتین کو ضمناً حکم دیتا ہے،لیکن جب نگاہوں کو نیچی رکھنے کا حکم دینا ہوا تو مردوں سے خطاب پر بس نہیں کیا، بلکہ عورتوں کو الگ سے حکم دیا تا کہ پتہ چلے کچھ خاص بات ہے۔(سورہ25،آیت30-31)

اسلام نے عورتوں کے گھر سے نکلنے ہی کو پسند نہیں کیا ہے،ازواج مطہراتؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:تم اپنے گھروں میں جم کر رہو اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر کھلی (بن سنور کر) مت گھومو،ورنہ جس کے دل میں روگ ہوگا وہ لالچ کرنے لگے گا۔دوسرے نمبر پر اسلام نے عورتوں کو نامحرموں سے پردہ کرنے کا تاکیدی حکم دیا،اس میں انداز یہ اختیار فرمایا کہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیوں، پھر باعزت صاحبزادیوں اور اخیر میں ایمان والی خواتین کو رکھا،شاید یہ بتانے کے لئے کہ جب نبی کے گھرانے کی خواتین کو اس حکم سے مستثنیٰ نہیں رکھا گیا،جن کے بھٹکنے،پھسلنے کا خطرہ عام عورتوں کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے، کیونکہ نبی کی بیبیوں کو تو ایمان والوں کی ''ماں'' کہا گیا ہے،تو پھر عام عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ کیسے رہ سکتی ہیں؟(سورہ34،آیت59)

نہ صرف یہ کہ بے پردہ گھر سے باہر نکلنے سے روکا گیا بلکہ گھر میں رہنے والے نامحرموں سے پردہ کی تاکید دوسروں سے زیادہ کی، یہ فرما کر کہ ''دیور،جیٹھ تو موت ہے''(مشکوٰۃ)،شدید ضرورت کی وجہ سے اگر گھر سے نکلنا پڑے تو پردہ اور نقاب کے ساتھ ساتھ یہ پابندی بھی عائد کی کہ بن سنور کر خوشبو وغیرہ لگا کر نہ نکلے، کیونکہ یہ وہ چیزیں ہیں جو مردوں کو مائل کرنے والی ہیں اور اسی وجہ سے نرم و نازک لہجہ میں غیر مردوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے بھی قرآن نے منع کیا ہے۔(سورۂ احزاب)

اوپر والے دوحکموں کی مکمل پابندی کرنے کے بعد سماج میں زنا کا کوئی تصور نہیں ہوسکتا، پھر بھی کوئی اکادکا ایسا واقعہ پیش آجائے اور گناہ ثابت ہوجائے تو کنوارے گنہگار کو تو عام مسلمانوں کے مجمع میں 100 کوڑے مارو،شادی شدہ ہو تو پتھر مار کر اسے ختم کردو، اس معاملہ میں ذرا بھی ترس مت کھاؤ اور سزا دیتے وقت مسلمانوں کا بڑا مجمع موجود رہے۔(سورہ24،آیت2)

آج دنیا کا حال یہ ہے کہ جرائم بند بھی کرنے ہیں، پھر اسلامی سزاؤں پر تنقید بھی کرنی ہے، بالکل اس بیمار کی طرح جسے بیماری دور بھی کرنی ہے،لیکن دوا استعمال بھی نہیں کرنی۔

اسلام کی بتائی ہوئی سزاؤں میں دوسروں کو گناہ سے روکنے کی طاقت ہے، مجال نہیں کہ جو شخص کسی زانی کو سرعام 100 کوڑے پڑتے دیکھ لے،وہ کبھی اس گناہ کا سوچے بھی۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے ان سزاؤں کو ''نکال''(عبرتناک) بتایا اور ''قصاص'' کو ''حیات''۔

بھلا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں یہ فائدے کہاں حاصل ہوسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کو چھوڑ کر اپنی طرف سے قانون بنانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی سرٹفائد (certified) ڈاکٹر کی لکھی ہوئی دوا کو رجیکٹ (reject) کر کے خود سے کوئی دوا تجویز کرے۔

دنیا میں گناہ ہوتے ہیں،ان میں اکثر گنہگار چور دروازے استعمال کر کے چھوٹ جاتے ہیں، جونہیں چھوٹ پاتے سزا بھگتتے ہیں،لیکن ان کی سزا جیل کی چار دیواروں کے پیچھے ہوتی ہے جسے کوئی دیکھ نہیں سکتا،تو عبرت کیا لے گا؟ سزا کی خوبی یہ ہے کہ وہ عبرتناک ہو،تا کہ آئندہ کسی کو ایسا گناہ کرنے کی ہمت نہ ہو۔

اس کے لئے دو باتیں ضروری ہیں: ایک تو خود سزا سخت ہو، دوسرے وہ سزا سب کے سامنے دی جائے اور یہ دونوں باتیں صرف اور صرف اسلامی سزاؤں میں پائی جاتی ہیں، غیر اسلامی سزاؤں میں یہ بات نہیں،آج اگر کوئی حکومت کسی بہت خطرناک سر پھرے مجرم کو پھانسی دینے کی ''ہمت'' کر بھی لیتی ہے تو اسے جیل کے اندر اس طرح پھانسی دی جاتی ہے کہ باہر کے لوگ تو درکنار جیل کے قیدی بھی اسے نہیں دیکھ سکتے۔

جن ملکوں میں آج بھی تھوڑے بہت درجے میں اسلامی سزاؤں کا رواج ہے، وہاں کے گناہوں کا ریشیو (Ratio) دوسرے ملکوں کے کرائم ریشیو (Crime Ratio) سے موازنہ کیا جائے، کھلا فرق نظر آئے گا۔ اسلامی سزاؤں کو بربریت کہنے والے سمجھ لیں کہ اسلام نے سزائیں جتنی سخت رکھی ہیں، گناہ کا ثبوت بھی اتنا ہی سخت رکھا ہے۔

تم تو صرف ایک شخص کی گواہی کو مان لیتے ہو،اسلام کہتا ہے زنا کا کیس (case) ہو تو آنکھ سے دیکھنے والے چار مرد ہونے چاہئیں،اس معاملہ میں دوسری جن باریکیوں کا خیال رکھا گیا ہے،ان کو بیان کرنے کا یہ موقع نہیں،اس کے لئے اسلامی قانون کی معتبر کتابوں کا مطالعہ کریں۔

یہاں صرف ایک بات نمونہ کے طور پر عرض کردوں کہ اسلامی (شریعت) کورٹ میں کوئی گواہ گواہی دے کر جاتا ہے تو کورٹ فوراً اس کو ویلڈ (Valid) نہیں کرسکتی جب تک اس گواہ کے بارے میں اپنے ''مزکی'' کے ذریعہ یہ اطمینان نہ کرلے کہ اس شخص کے اندر گواہ بننے کی صلاحیت (Liability) ہے یا نہیں؟ مزکی اپنے طور پر ''تزکیہ'' (گواہ کی چھان بین) کرتا ہے، اپنے طور پر بھی اس گواہ کی نقل وحرکت پر نظر رکھتا ہے اور لوگوں سے اس کے بارے میں (رائے) لیتا ہے،اگر اس کو پوزیٹو رپورٹ (Positive Report) آتا ہے تو وہ کورٹ کو دیتا ہے، تب جا کر کورٹ فیصلہ (Decide) کرتی ہے کہ اس کی گواہی کو (Valid) رکھا جائے یا نہیں؟

شریعت نے اپنی سزاؤں میں جس اہم پہلو کا خیال رکھا ہے،وہ ہے مجرم کی اصلاح اور اس کے لئے شرع محمدی نے سب سے بڑی پابندی جو پبلک پہ ڈالی ہے وہ یہ ہے کہ مجرم کے خلاف ایک لفظ اس کے سامنے بولا جائے نہ اس کے پیٹھ پیچھے۔

ایک صحابی عبداللہؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اپنی ظرافت سے ہنسایا کرتے تھے،ایک مرتبہ شراب پیتے پکڑے گئے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کورٹ میں جرم ثابت ہوا،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پٹائی کا حکم دیا،حضرات صحابہؓ نے پٹائی شروع کی،ایک صاحب کی زبان سے نکل گیا ''اے اللہ اس پر لعنت ہو'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً روک دیا اور یہ فرمایا کہ ''میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے (ٹھیک ہے بشریت کے تقاضے سے گناہ ہوگیا،اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اسے جو چاہو اول فول بولو)''۔(مشکوٰۃ)

ایک اور صحابی جب شراب میں پکڑے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ نے پٹائی شروع کی،کوئی چپل مار رہا ہے،کوئی کپڑا مار رہا ہے،کوئی ہاتھ سے مار رہا ہے،ایک صاحب نے کہہ دیا خدا تجھے ذلیل کرے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ٹوکا ایسا بول کر اس کے خلاف شیطان کی مدد مت کرو۔(بخاری،مشکوٰۃ)

حضرت ماعز اسلمیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر چار مرتبہ زنا کے صدور کا اقرار کرتے ہیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم توجہ نہیں دیتے، پانچویں مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کیا اس کے ساتھ تو نے پوری صحبت کی؟ (یا صرف چومنے چاٹنے کو زنا سمجھ رہے ہو؟) انہوں نے عرض کیا جیسے سرمہ دانی میں سلائی اور کنویں میں ڈول رسی ڈالی جاتی ہے ویسے کیا (Confession اس کو کہتے ہیں)،تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پتھر مار کر ختم کردو۔لوگوں نے پتھر مارنا (سنگساری) شروع کیا،ایک شخص بولے ''اچھا خاصہ اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا تھا تم نے پردہ فاش کیا،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا خاموش رہے۔

سنگساری سے فارغ ہو کر وہاں سے چلے تو راستے میں مردار گدھا جس کی ایک ٹانگ اکڑ گئی تھی،نظر آیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ان دونوں کو بلاؤ، وہ حاضر ہوئے تو فرمایا اس کو کھاؤ،انہوں نے عرض کیا اس کو کون کھائے گا؟ فرمایا ابھی تھوڑی دیر پہلے جو تم نے مردہ بھائی کا گوشت کھایا جو ابھی جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

طعن تشنیع،مضمون بازی،احتجاج وغیرہ یہ چیز انسان کو سدھار تو کیا سکتی،الٹا بگاڑتی ہے،اس سے انسان ضد پر اتر آتا ہے،یہ خرابی ہمارے اور تقریباً ہر جمہوری ملک کے قانون میں ہے،گنہگار کے خلاف ہوہا،شور،احتجاج اور نعرہ بازی کی جاتی ہے،اخبارات الگ طوفان کرتے ہیں،ٹی وی چینلز الگ بازار گرم کرتے ہیں،سیاسی لوگ الگ حرکت میں آتے ہیں،ان سب میں یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ ان کا کوئی اچھا مقصد ہو،اچھے مقصد تو اس موقع پر دو ہی ہوسکتے ہیں: ایک تو یہ کہ آئندہ ایسا گناہ کبھی نہ ہو،دوسرا یہ کہ یہ گنہگار آئندہ یہ گناہ کبھی نہ کرے،ان دو میں سے ایک بھی مقصد ہنگامے اور شور کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتا،الٹا یہ تو ردعمل کرنے والی چیزیں ہیں،انسان اندر ہی اندر ہمیشہ کے لئے طے کرلیتا ہے کہ اب میں کبھی نہیں سدھروں گا۔

آیئے اب ذرا ہمارے ملکی قانون میں رکھی گئی سزاؤں کو عملی طور پر دیکھیں کہ ان سزاؤں نے کتنے مجرموں کو سدھارا؟اور اس سزا کو دیکھ کر دوسرے کتنے لوگوں نے عبرت لے کر آئندہ کبھی ایسا نہ کرنے کا ارادہ کیا؟

جہاں تک خود مجرم کے سدھرنے کی بات ہے تو عام مطالعہ سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سزائیں انسان کو اور بگاڑ دیتی ہیں کہ جیل میں یہ گنہگار ایسے شاطر گنہگاروں کے رابطہ میں آتا ہے جو گناہوں کے عالم کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں، وہ اس کو یہ سکھاتے ہیں کہ آئندہ جب گناہ کرو تو یہ یہ چور دروازے پہلے سے لے کر چلنا، بہت سے خود اس کو اپنے مقدمہ کی سماعت (Trial) کے دوران معلوم ہوجاتے ہیں تو خوشی کی چمک اس کی آنکھوں میں صاف دیکھی جاسکتی ہے۔

حالانکہ اس سے تو گناہ غلطی سے (Accidentally) ہوگیا تھا،لیکن کہنہ مشق گنہگاروں کی جیل کی سلاخوں کے پیچھے نصیب ہونے والی صحبت اس کو حقیقت میں گنہگار بنا دیتی ہے، دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ جیل میں جاتے وقت تو بھولا بھالا انسان ہوتا ہے اور جیل سے نکلتے وقت پڑھا لکھا گنہگار۔

اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے مان لیں کہ چند انگلی پر گنے جانے والے لوگ جیل سے سدھر کر نکلے تو ایک اچھی سزا کے لئے اتنا کافی نہیں کہ وہ مجرم کو سدھار دے، اچھی سزا کا بہت ہی اہم پہلو یہ ہے کہ دوسرے لاکھوں انسان آئندہ گناہ کرنے کا موقع آنے پر پہلے 100 بار سوچیں۔

ہمارے ملک میں اس پر کوئی پکڑ نہیں، اول تو پتا نہیں قانون میں اسی کوئی دفعہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو ہونی چاہئے، اور اگر ہو تو پھر اس پر سخت عمل کرانے کا حکومتی پیمانے پر کوئی بندوبست (ٹھوس) ہونا چاہئے۔

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

تعلیم و روزگار

روس چاہتا ہے کہ یوکرین جنگ جلد ختم ہو: ولادیمیر پوتن

روسی صدر نے ولادیمیر پوتن نے ماسکو میں نامہ نگاروں سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ دشمنی کی شدت ہمیشہ نقصانات کا سبب بنتی ہے اور تمام مسلح تنازعات سفارت کاری اور مذاکرات کے ذریعے ہی ختم ہوتے ہیں۔ پوتن نے امریکہ پر روس کو کمزور کرنے کے لیے یوکرین کو استعمال کرنے کا الزام لگایا۔ انہوں نے کہا، ''اس تصادم کو ختم کرنا ہمارا ہدف ہے، ہم اس کے لیے کوشاں ہے اور کوشش جاری رکھیں گے تا کہ اس کے اختتام کو یقینی بنایا جا سکے اور یہ جتنا جلد ہوا اتنا ہی بہتر ہے۔'' پوتن نے زور دیتے ہوئے کہا کہ روس جنگ کو حتی الامکان جلد از جلد ختم کرنا چاہتا ہے کیوں کہ دشمنی کی شدت ہمیشہ نقصانات کا سبب بنتی ہے اور تمام مسلح تنازعات سفارت کاری اور مذاکرات کے ذریعہ ہی ختم ہوتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ تنازعات کے فریقین کو جلد یا بدیر ساتھ بیٹھ کر افہام و تفہیم سے معاملات طے کرنے پڑتے ہیں۔ اور ہمارے مخالفین جتنی جلد یہ بات سمجھ لیں اتنا ہی بہتر ہوگا۔ (ڈوئچے ویلے)

مشرق وسطیٰ میں علاقائی کشیدگی کم کرنے کی کوششیں

اردن میں مشرق وسطیٰ سربراہی اجلاس کا آغاز ہو گیا ہے، جس میں علاقائی اور بین الاقوامی سیاسی کھلاڑی جمع ہیں تا کہ عراق سمیت علاقائی بحرانوں کا کوئی حل نکالا جا سکے۔ اس سربراہی اجلاس کا نام ''بغداد ٹو'' رکھا گیا ہے اور اس میں نہ صرف فرانس بلکہ یورپی یونین کے اعلیٰ عہدیدار بھی شریک ہیں۔ قبل ازیں ایسے ہی ایک سربراہی اجلاس کا انعقاد اگست ۲۰۲۱ء میں عراقی دارالحکومت بغداد میں ہوا تھا، جس میں فرانسیسی صدر ایمانویل ماکرون کا اہم کردار تھا۔ عراق میں حال ہی میں ایک سال کے سیاسی تعطل کے بعد ایک کمزور سی حکومت تشکیل پائی ہے یہ کانفرنس ایک ایسے وقت میں ہوئی ہے، جب خطے کے کئی ممالک بدامنی کی لپیٹ میں ہیں۔ اس اجلاس میں یورپی یونین کے اعلیٰ سفارت کار جوزیپ بوریل بھی شریک ہیں، جو عالمی طاقتوں کے ساتھ ایران کے جوہری معاہدے کو بحال کرنے کے لیے ہونے والے مذاکرات میں ثالثی کر رہے ہیں۔ اسی طرح شام بدستور جغرافیائی سیاسی مفادات کے لیے میدان جنگ بنا ہوا ہے اور لبنان بدستور اقتصادی اور سیاسی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ (ڈوئچے ویلے)

شام میں فوجی مداخلت بند کریں؛ امریکہ کی ترکیہ کو دھمکی

امریکہ کے اعلیٰ فوجی جنرل ایرک کوریلا ترکی کو شام میں مداخلے سے باز رہنے سے متعلق خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ دراندازی کو روکنے کے لیے بھرپور اقدامات کریں گے۔ العربیہ نیوز کے مطابق مشرق وسطیٰ کے لیے امریکی فوج کے ایک اعلیٰ فوجی افسر جنرل ایرک کوریلا نے میڈیا سے گفتگو میں ترکیہ کو خبردار کیا ہے کہ شام میں فوجی کارروائی پورے خطے کو عدم استحکام سے دوچار کر سکتی ہے۔ جنرل ایرک کوریلا نے مزید کہا کہ میں اس بارے میں بہت فکرمند ہوں۔ ترکیہ کا یہ عمل خطے کو غیر مستحکم کر سکتا ہے اور اس سے شام کی 28 جیلوں میں قید داعش کے 4 ہزار جنگجوؤں کے فرار کی راہ بھی ہموار ہو سکتی ہے۔ امریکی جنرل کا یہ بھی کہنا تھا کہ ترکیہ کا حملہ الہول کیمپ کی سلامتی کو بھی خطرے میں ڈال سکتا ہے جہاں داعش جنگجوؤں کے ہمدرد اور خاندانوں کے تقریباً 55 ہزار افراد مقیم ہیں جن میں 90 فیصد خواتین اور بچے ہیں۔ خیال رہے کہ ترکیہ کی بری فوج نے حال ہی میں شام کی سرحد میں گھس کر کرد جنگجوؤں کے خلاف آپریشن کیا اور اس آپریشن میں تیزی استنبول بم دھماکے بعد آئی جس کی ذمہ داری کرد عسکریت پسند تنظیم پر عائد کیا گیا تھا۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

ایرانی وزیر خارجہ کی سعودی ہم منصب سے بات چیت

ایرانی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ انہوں نے اردن میں ہونے والی حالیہ کانفرنس کے موقع پر اپنے سعودی ہم منصب سے گفتگو کی جو کہ 2016 میں دونوں ممالک کے تعلقات منقطع ہونے کے بعد سے حریف ریاستوں کے حکام کے درمیان اعلی ترین سطح کی پہلی ملاقات ہے۔ اے ایف پی کی رپورٹ کے مطابق سعودی عرب اور ایران خطے میں شام اور یمن سمیت ہر تنازع میں ایک دوسرے کے مخالف فریق رہے ہیں۔ کشیدگی میں کمی کے لیے عراق گزشتہ برس سے اب تک سعودی اور ایرانی حکام کے درمیان 5 اجلاسوں کی میزبانی کر چکا ہے، جن میں سے آخری اجلاس اپریل میں ہوا تھا۔ تاہم اس میں کوئی سفارتی پیش رفت نہیں ہو سکی تھی۔ (یو این آئی)

02 جنوری کو مولانا منت اللّٰہ رحمانی پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں افتتاح درس و تقسیم انعامات کی تقریب

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کے زیر نگرانی چلنے والے مولانا منت اللہ رحمانی رحمانی پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ پھلواری شریف، پٹنہ میں 2 جنوری سے نئے تعلیمی سال کے لیے کلاس کا آغاز ہو رہا ہے، اس موقع سے نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کی صدارت میں ایک تقریب کا انعقاد بھی ہوگا۔ اس تقریب میں گذشتہ تعلیمی سال میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو انعامات سے بھی نوازا جائے گا۔ امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے سکریٹری جنرل جناب مولانا سہیل احمد ندوی نے میڈیا کو بتایا کہ افتتاح درس اور تقسیم انعامات کی اس تقریب میں مہمان خصوصی کے طور پر محکمہ اقلیتی فلاح حکومت بہار کے وزیر جناب زماں خان صاحب بھی شریک ہوں گے۔ خیال رہے کہ مولانا منت اللہ رحمانی پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں پیتھالوجی اور فیزیوتھیراپی میں ڈپلوما اور ڈگری کورس یعنی ڈی ایم ایل ٹی، ڈی پی ٹی، بی ایم ایل ٹی اور بی پی ٹی کی تعلیم ہوتی ہے۔ ڈپلوما کورس حکومت بہار کے محکمہ صحت سے منظور شدہ ہے، جبکہ ڈگری کورس کو آریہ بھٹ نالج یونیورسٹی پٹنہ سے الحاق و منظوری حاصل ہے۔

زرمبادلہ کے ذخائر 57.1 کروڑ ڈالر کم ہو کر 563.5 ارب ڈالر رہ گئے

ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر 16 دسمبر کو ختم ہونے والے ہفتے میں 57.1 کروڑ ڈالر کم ہو کر 563.5 بلین ڈالر رہ گئے، جو کہ گزشتہ ہفتے غیر ملکی کرنسی کے اثاثوں اور سونے میں کمی کے باعث 2.91 ملین ڈالر کم ہو کر 564.1 بلین ڈالر رہ گئے تھے۔ جمعہ کو ریزرو بینک کی طرف سے جاری ہفتہ وار اعداد و شمار کے مطابق غیر ملکی کرنسی کے بجائے جو کہ غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کا سب سے بڑا جزو ہے، 16 دسمبر کو ختم ہونے والے ہفتے میں 50 کروڑ ڈالر کی کمی کے ساتھ 499.6 بلین ڈالر رہ گئے۔ اسی طرح اس عرصے کے دوران سونے کے ذخائر میں 15 کروڑ ڈالر کی کمی ہوئی اور وہ کم ہو کر 40.6 بلین ڈالر پر آ گئے۔ وہیں خصوصی ڈرائنگ رائٹس (ایس ڈی آر) میں 7.5 کروڑ ڈالر کا اضافہ ہوا اور رپورٹنگ ہفتے میں یہ بڑھ کر 18.2 بلین ڈالر ہو گیا۔ اس طرح انٹرنیشنل مانیٹرنگ فنڈ (آئی ایم ایف) کے پاس اس عرصے کے دوران ذخائر 40 لاکھ ڈالر اضافے سے 5.11 بلین ڈالر تک پہونچ گئے۔ (یو این آئی)

امریکی یونیورسٹیاں طلبہ کی سیکورٹی کا رکھتی ہیں خاص خیال

امریکی یونیورسٹیاں اپنے طلبہ کی سلامتی کے لیے متعدد انتظامات کرتی ہیں جن میں کیمپس پولس، نقل و حمل کی سہولتیں، ایمرجنسی الارم سسٹم، حفاظتی کیمرے اور کیمپس ہی میں رہائش کے متبادل شامل ہیں۔ امریکی یونیورسٹیاں ایمرجنسی فون بوتھ، سیفٹی ایپس اور 'واک اسکارٹس' جیسے اقدامات کے ذریعہ اپنے طلبہ کی سلامتی کو یقینی بنانے کا خاص خیال رکھتی ہیں۔ یونیورسٹیوں کی فہرست بناتے ہوئے امریکہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند طلبہ اور ان کے والدین کے ذہن میں گردش کرنے والے اہم سوالات میں سے ایک کا تعلق محفوظ اور تناؤ سے پاک کیمپس سے ہوتا ہے۔ امریکی یونیورسٹیاں اپنے طلبہ کو کیمپس میں تحفظ کا احساس دلانے کا خاص خیال رکھتی ہیں۔ ایک طرف جہاں چھوٹے کالج اپنے کیمپس کو محفوظ رکھنے کے لیے مقامی پولس کی خدمات حاصل کرتے ہیں، وہیں بڑی یونیورسٹیوں کے پاس اپنے وسیع و عریض کیمپس کی نگرانی کے لیے اپنے ذاتی پولیس محکمے ہوتے ہیں۔

امریکی یونیورسٹیوں میں داخلہ لینے والے نئے طلبہ کے لیے ان انتظامات اور اقدامات کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے جو ہنگامی حالات اور کسی ناگہانی صورتحال سے نمٹنے کے لیے کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر یونیورسٹی آف ساؤتھ فلوریڈا (یو ایس ایف) میں ایک وقف یونیورسٹی پولس محکمہ، پولس سے ہنگامی رابطے کے لیے ایک یونیورسٹی سلامتی ایپ، خود حفاظتی پروگرام، ماحولیاتی بیداری اور ذاتی حفاظت سے متعلق کورسز، گولف کارٹ ٹرانسپورٹیشن اور کیمپس میں اسکارٹس جیسی سہولیات دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ رہائش گاہ کے انتخاب میں مدد کے لیے کیمپس سے باہر حفاظتی وسائل کا بھی انتظام ہے۔ طلبہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایسی کسی بھی صورتحال کی اطلاع یونیورسٹی کو دیں تا کہ فوری اقدام کیا جا سکے۔

فقیہ ملت حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب پر یک روزہ قومی و بین الاقوامی سیمینار

المدد فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ہو گا سیمینار، عنوانات طے، مقالہ نگاروں کو خطوط روانہ

المدد فاؤنڈیشن دربھنگہ نے اردو ادب اور فقہ اسلامی کے میر کارواں، امارت شرعیہ کے سابق قاضی القضاۃ، مسلم پرسنل لا بورڈ کے سابق صدر فقیہ ملت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور ان کی علمی، فکری، ادبی، فقہی، تصنیفی اور تدریسی خدمات پر یک روزہ قومی و بین الاقوامی سیمینار منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سیمینار کے کنویز و سابق چیئرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ جناب مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز احمد صاحب نے میڈیا کو بتایا کہ سیمینار کے لیے عنوانات طے کر دیے گئے ہیں۔ جگہ اور وقت کا اعلان جلد ہی کیا جائیگا۔ انہوں نے بتایا کہ مقالہ نگاروں کو خطوط ارسال کیے جا رہے ہیں، ان سے گزارش کی گئی ہے کہ 30 جنوری 2023 تک اپنے مقالات ارسال کر دیں تا کہ مجموعہ کی اشاعت سیمینار سے قبل کی جا سکے۔ سیمینار کے ساتھ مقالات کے مجموعہ کی رسم اجرء بھی ادا کی جائے گی۔ مقالہ نگاروں سے یہ بھی گزارش کی گئی ہے کہ اپنے غیر مطبوعہ مضامین و مقالات ہی ارسال کریں۔ اس قومی و بین الاقوامی سیمینار کے لئے درج ذیل عناوین مقرر کئے گئے ہیں۔ عناوین: قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، ذاتی اور شخصی حالات زندگی، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور ان کی فقہی خدمات، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور علمی خدمات و ماثر، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور تعلیمی ادارے، قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کے سیاسی نظریات اور ان کی قومی و ملی خدمات، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور تنظیمی کارنامے، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور امارت شرعیہ، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور ان کی ملی قیادت، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور صحافت، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی بحیثیت قاضی شریعت، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی دار الافتاء کے فیصلوں کے آئینے میں، فقہ اسلامی کی تشکیل جدید اور قاضی صاحب، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور مسلم پرسنل لا بورڈ، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور مشاہیر اہل علم، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور ملی کونسل، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اپنے گھر میں، قاضی صاحب اپنے خطبات کے آئینے میں، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور اسلامک فقہ اکیڈمی، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اپنی تصانیف کے آئینے میں، قاضی صاحب اور ان کی تدریسی خدمات، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کے فتاوی اور ان کی خصوصیات، قاضی صاحب اور ان کے افکار و نظریات، قاضی صاحب اور ان کی تعلیمی زندگی، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور فتاوی امارت شرعیہ، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نگاہ خلق میں، قاضی صاحب کا ادبی ذوق، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور ٹیکنیکل ادارے، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور اردو ادب کی خدمات، قاضی صاحب کی دعوتی و اصلاحی خدمات، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اتحاد امت کے علمبردار، قاضی صاحب ایک ہمہ جہت شخصیت۔

مقالہ نگار اپنے مضامین اس ای میل آئی ڈی aejazahmad2006@gmail.com پر ارسال کر سکتے ہیں۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

عامر سلیم نے صحافت کے معیار کو بلند کیا: احمد ولی فیصل رحمانی

مرحوم عامر سلیم نہایت سلجھے ہوئے اور بااخلاق انسان تھے۔ وہ سلیم الطبع اور منکسر المزاج صحافی تھے۔ یوں کہنا چاہیے کہ اسم بامسمی تھے۔ انھوں نے صحافت کے معیار کو بلند کیا۔ ان کے انتقال سے دہلی کی اردو صحافت کو نقصان پہونچا ہے وہیں 'ہمارا سماج' کے لیے بھی بڑا نقصان ہے۔ ہم ایسے موقعہ پر ان کے اہل خانہ اور 'ہمارا سماج' سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور درجات بلند کرے۔ آمین۔ ان خیالات کا اظہار حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی اور امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں اپنے تعزیتی بیان میں کیا، امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے مزید فرمایا کہ عامر سلیم صاحب مرحوم کے والد صاحب سے گہرے تعلقات تھے۔ والد ماجد امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ ان پر اعتماد کرتے اور انہیں عزیز رکھتے تھے۔ وہ حضرتؒ کی بڑی قدر کرتے، ان سے گہری عقیدت ومحبت تھی۔ وہ بزرگوں سے بے پناہ محبت رکھنے والے اور سب سے میل جول رکھنے والے تھے۔ انھوں نے صحافت اور اردو کی طویل خدمت کی۔ دہلی نے آج ایک سنجیدہ صحافی کو کھودیا، اپنی رپورٹنگ اور خصوصی خبروں کے ذریعہ انھوں نے ملت کے مسائل کو اجاگر کیا اور ذمہ داروں کی توجہ دلائی، وہ ملی سرگرمیوں کو بہت قریب سے دیکھتے۔ وہ ملکی حالات پر بھی گہری نظر رکھتے تھے اور سیاسی وملی امور پر ان کی رپورٹ اہم ہوا کرتی تھی اور ملک بھر میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی، وہ اپنے اداریوں اور رپورٹنگ میں حق کی آواز بلند کرتے، خبروں کا صحیح انتخاب کرتے۔ انھوں نے ہمارا سماج کو آگے بڑھانے میں اہم کردار کیا۔ انھوں نے مختلف اخبارات میں خدمات انجام دیں۔ ایسے وقت میں جب افراد کا بحران ہے، قابل اور باصلاحیت افراد کا اٹھ جانا واقعی بڑا نقصان ہے، اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

پریشان حال انسانوں کی خدمت عظیم عبادت: نائب امیر شریعت

موضع جھوا، ضلع ارریہ میں مسلسل آتشزدگی کا سامنا کر رہے متاثرین کے درمیان امارت شرعیہ کا ریلیف ورک

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کی ہدایت پر 20 دسمبر 2022ء روز منگل کو نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کی قیادت میں امارت شرعیہ کی ایک ریلیف ٹیم ضلع ارریہ کے موضع جھوا میں کئی دنوں سے مسلسل آتشزدگی کا سامنا کر رہے متاثرین کے درمیان پہنچی۔ امارت شرعیہ کی اس ریلیف ٹیم میں قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ ارریہ مولانا محمد عتیق اللہ رحمانی، نائب قاضی شریعت دارالقضاء ارریہ مولانا سرفراز احمد، سماجی کارکن امتیاز انیس عرف لڈو، الحاج محمد جعفر رحمانی، جامعۃ الفلاح للبنات ارریہ کے ناظم مفتی حسین احمد ہمدم، امارت شرعیہ ارریہ مکتب کے معلم قاری منیب اکرم شامل رہے، جبکہ مقامی طور پر مکھیا محمد شعیب صاحب، جناب محمد سرور صاحب پنچایت سمیتی، ماسٹر محمد نصر رحمانی، قاری امیر الحسن، قاری ارشاد رحمانی، ماسٹر محمد خالد رحمانی وغیرہ موجود رہے، اس ریلیف ٹیم نے متاثرہ خاندانوں کو تسلی کے کلمات کہے اور امارت شرعیہ کی جانب سے انہیں صبر واستقامت کی تلقین کی، ساتھ ہی روزمرہ کے ضروری سامان، کمبل، چادر، ساڑی، بچوں کے کپڑے وغیرہ کے ذریعہ ان سبھی متاثرہ خاندانوں کی مدد کی گئی، اس کے علاوہ قائد وفد حضرت نائب امیر شریعت نے متاثرین سے وعدہ کیا کہ حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر جلد ہی ان متاثرین کی مزید مدد کی جائے گی اور بیت المال سے عبوری راحت کے طور پر تین ہزار روپئے فی کس دیے جائیں گے۔ اس موقع پر وہاں موجود متاثرین کے علاوہ دیگر مقامی لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت نائب امیر شریعت نے کہا کہ پریشان حال انسانوں کی خدمت کرنا عظیم عبادت ہے، انہوں نے کہا کہ جب کوئی مصیبت آئے تو اس پر صبر کرنا چاہئے۔ اور جو لوگ اس مصیبت سے بچ گئے ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مصیبت میں گھرے لوگوں کی مدد کریں۔ آپ نے امارت شرعیہ کی خدمات بیان کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ سو برسوں سے انسانیت کی بنیاد پر مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتی آئی ہے، امارت شرعیہ آپ کی ساری ضرورت تو پوری کر نہیں سکتی، لیکن آپ کے آنسو پوچھنے اور آپ کو تسلی دینے ہم حاضر ہوئے ہیں۔ یقیناً ان مختصر اشیاء سے آپ کے نقصان کی پوری بھرپائی نہیں ہوسکتی، لیکن اس کے ذریعہ ایک پیغام ان لوگوں کو دیا جا رہا ہے جن کو اللہ نے نعمتیں دی ہیں کہ وہ اپنے پڑوس کے ان مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کریں اور انہیں دوبارہ کھڑے ہونے میں سہارا دیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبتیں آزمائش کے لیے بھی آتی ہیں اور کبھی ہماری بداعمالیوں کے نتیجہ میں بھی ہم پریشانیوں میں پڑتے ہیں، اس لیے ایسے موقع پر اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور برائیوں سے توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ آپ نے بعض سماجی برائیوں مثلاً سود، شراب، نشہ خوری، جہیز وتلک کا لین دین، شادیوں میں فضول خرچی وغیرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایسی برائیاں ہیں جن کی نحوست پورے سماج پر پڑتی ہے، اس لیے اگر یہ چیزیں ہمارے محلّہ اور سماج میں ہیں تو ہم ان کو روکنے کے لیے اجتماعی جدوجہد کریں، مقامی ذمہ داران نے اس ریلیف ٹیم کا، حضرت امیر شریعت اور امارت شرعیہ کا شکریہ ادا کیا کہ صحیح وقت پر امارت شرعیہ نے ان متاثرہ خاندانوں کی مدد کر کے انسانیت کا فریضہ ادا کیا ہے، اس کے ساتھ ہی ہم سب لوگوں کو ایک سبق دیا ہے کہ زندگی نام صرف کھانے پینے اور اپنی فکر کرنے کا نہیں ہے بلکہ زندگی کا مقصد انسانیت کی خدمت کرنا ہے، خیال رہے کہ اطلاعات کے مطابق گذشتہ دس پندرہ دنوں سے اس گاؤں میں کئی بار پراسرار طریقے سے خوفناک آتش زدگی ہوچکی ہے، مقامی لوگوں نے بتایا کہ تقریباً ڈیڑھ سو گھر مع سامان راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہوچکے ہیں اور یہ تباہ کن سلسلہ تاہنوز جاری ہے، مرد وزن بچے بوڑھے سخت سردی کے موسم میں کھلے آسمان تلے رات گذارنے کو مجبور ہیں، لوگ خوف سے سہمے ہوئے ہیں کہ بستی میں نہ جانے کب کس وقت کس گھر میں آگ لگ جائے، ایسے وقت میں مفکر ملت امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی ہدایت پر امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی طرف سے متاثرین کی عبوری راحت رسانی کی گئی۔

واضح ہو کہ آتش زدہ جھوا گاؤں میں ایک بار پھر آتش زدگی کا دردناک واقعہ خاص اس وقت بھی پیش آیا جب امارت شرعیہ کا وفد امدادی سامان تقسیم کر رہا تھا، ظہر وعصر کے درمیان سامانوں کی تقسیم شروع ہوئی اور عصر کے بعد جب کہ راحت رسانی کا کام تقریباً مکمل ہو چکا تھا، اچانک شور اٹھا اور ساتھ ہی کچھ دور مکانوں سے آگ کی لپٹیں بلند ہوتی نظر آئیں، سبھی باشندگان اور اراکینِ وفد آگ بجھانے کے لئے دوڑ پڑے اور سب کی مستعدی سے تھوڑی دیر میں آگ پر قابو پالیا گیا، جب تک فائر بریگیڈ کی گاڑی بھی پہنچ گئی اور آگ بجھائی گئی، لیکن اس تازہ واقعہ کی وجہ سے بعد مغرب حضرت نائب امیر شریعت کے ہمراہ وفد کے تمام ممبران دوبارہ مقام حادثہ پر پہنچے اور متاثرین کی رہنمائی میں حضرت نائب امیر شریعت نے تازہ جلے ہوئے مکانات کا جائزہ لیا، لوگوں کو تسلی دی، اللہ سے لو لگانے اور توبہ واستغفار کی تلقین کی اور رقت آمیز دعاء فرمائی، ساتھ ہی اپنے مجوزہ سفر کو کینسل کرتے ہوئے گاؤں کے لوگوں سے فرمایا کہ وہ اگلے دن مکمل گاؤں اور خاص طور پر تمام آتش زدہ جگہوں کا معائنہ کریں گے اور مناسب اقدام کریں گے۔ چنانچہ اگلے دن فرداً فرداً تمام متاثرین کے گھر پر جا کر ان سے حادثہ کی تفصیل معلوم کی، نقصانات کا جائزہ لیا اور متاثرین کو تسلی دی۔ حضرت نائب امیر شریعت کے ساتھ اس جائزہ کے عمل میں مکھیا محمد انیس صاحب، سابق مکھیا جناب شعیب صاحب سابق مکھیا، جناب الحاج محمد اخلاق صاحب، جناب محمد سرور عالم صاحب پنچایت سمیتی، ماسٹر محمد خالد رحمانی صاحب، جناب حافظ امیر الحسن صاحب، جناب حافظ قمر الزماں صاحب، جناب محمد عارف صاحب اور گاؤں کے درجنوں معززین شریک رہے۔

ضمیر کی آواز پر شراب بندی قانون کا ساتھ دیں: محمد شبلی القاسمی

بہار دیہی آبادیوں پر مشتمل ایک ایسی ریاست ہے، جہاں غریبوں اور مزدوروں کی خاصی تعداد آباد ہے، ان لوگوں کو شراب نوشی اور اس کے کاروبار کی وجہ سے بے تحاشہ نقصان پہنچ رہا تھا، خاندان بکھر رہے تھے، رشتے ناطے ٹوٹ رہے تھے، گھر بار اجڑ رہے تھے، بے شمار اوباش قسم کے شوہر شراب پی کر گھر آتے اور اپنی بیویوں، بچوں، اہل خانہ اور پڑوسیوں پر ظلم کرتے تھے، آئے دن کسی نہ کسی محلّہ میں شراب کی وجہ سے طلاق کی خبر نے لوگوں کو پریشان کر رکھا تھا، جرائم پر شباب پر تھے اور نشہ میں دھت ڈرائیوروں سے لگاتار قیمتی جانوں کا نقصان ہوتا تھا، جس سے پورا معاشرہ پریشان تھا۔ وزیر اعلی نتیش کمار نے سات سال پہلے عقل مندی، انسانیت پسندی اور انسانوں سے ہمدردی کا ثبوت دیتے ہوئے شراب بندی کا فیصلہ کیا جس پر وہ اب بھی قائم ہیں، شراب بندی قانون کے بہت ہی مثبت اور خوش گوار نتائج سامنے آرہے ہیں، ریاست کے وزیر اعلی نتیش کمار نے جرائم پیشہ عناصر پر بہت حد تک کنٹرول حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں روزمرہ سڑکوں پر آمدورفت کے حادثات میں بہت تیزی سے کمی آئی ہے، ریاست خوشحالی کی طرف بڑھی ہے اور خاندانوں میں پرسکون زندگی حاصل ہوئی ہے؛ لیکن میں چند دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ شراب کی سیاست بہار میں پھر تیز ہوگئی ہے، اپوزیشن پارٹی شراب پی کر مرنے والوں کی لاشوں پر سوار ہو کر وزیر اعلی کی گردن ناپنے میں اپنی توانائی صرف کر رہی ہے۔ ایوان اور ایوان سے باہر ایک ہنگامہ برپا کیا جا رہا ہے کبھی کبھی محسوس ہوتا ہے کہ محترم وزیر اعلی دباؤ میں آجائیں گے اور شراب بندی کا تاریخ ساز اور انسانیت نواز فیصلہ واپس لینے پر مجبور کر دیئے جائیں گے۔ اس موقع سے ضمیر جھنجھوڑتا ہے کہ شراب بندی کے وزیر اعلیٰ کے جرأت مندانہ اور حکیمانہ فیصلہ پر کھل کر ان کا ساتھ دیا جائے ان کو تنہا چھوڑنا حق وانصاف کی تابوت میں کیل ٹھونکنا اور جرائم کا ساتھ دینے کے مترادف ہوگا حقیقت یہ ہیکہ وزیر اعلی جناب نتیش کمار کا یہ اقدام فطرت، انسانیت کے عین مطابق اور ریاست وملک کے صدفی مفاد میں ہے یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جس سے اعلیٰ اخلاق وکردار، بہتر سماج، خوش حال اور صحت مند خاندان کی تعمیر وتشکیل ہوتی ہے، انسان باوقار ہوتا ہے اور آپسی رشتے خوشگوار رہتے ہیں، زندگی اور زندگی کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔ وزیر اعلی کا یہ ایسا تاریخی کارنامہ ہے جسے سدا یاد کیا جاتا رہے گا۔ شراب آلودہ دنیا میں ریاست کو شراب سے پاک رکھنے کی پاکیزہ جدوجہد انہیں مبارک ہو۔ ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی نے میڈیا کے ایک سوال کے جواب میں کیا، موصوف نے میڈیا کے سامنے وزیر اعلی کے فیصلہ کو سراہتے ہوے یہ بھی کہا کہ ہماری دعا ہے کہ وہ اس پر جم جائیں، اس تاریخی فیصلے کی آخری دم تک حفاظت کریں، کسی کی ملامت کی پرواہ کئے بغیر اپنے ضمیر کی آواز اور اپنے فیصلے کی معنویت کا خیال رکھیں۔ وزیر اعلی کو سمجھنا ہوگا کہ آپ کے مخالفین اگر شراب بندی ختم کرانے میں کامیاب ہوگئے تو وہ آپ کی اعلی اور مقبول سیاست کی دیوار میں ایسا شگاف ڈالنے میں کامیاب ہو جائیں گے، کہ ہر صبح کو نمودار ہونے والا سورج آپ کی سیاست کے محل کو مزید کمزور کرنے والا ثابت ہوگا۔ شراب بندی کے فیصلہ نے سماج وخاندان کے ساتھ وزیر اعلی کو بھی مضبوط کر رکھا ہے، اس پر مذہبی نقطہ نظر سے بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے، لیکن اس سے ہٹ کر سیاسی، سماجی، معاشی اور اخلاقی نقطہ نظر سے بھی جتنا لکھا جائے اور اسکی جتنی پذیرائی کی جائے کم ہے۔ بہار نے کم وقتوں میں کامیابیوں کی جو لکیریں کھینچی ہیں اس میں شراب بندی کا بڑا دخل ہے، لوگ اپنے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لئے اگر آپ کے اقدام کا ساتھ نہ دیں، یہ الگ ناسور ہے۔ ورنہ سب کو مل جل کر شراب بندی کے قانون کا احترام کرنا چاہیے اور وزیر اعلی کے حوصلے بلند کرنے کے لئے اپنا ہمہ جہت تعاون پیش کرنا چاہئے۔

ADMISSION OPEN

DARUL ULOOM SONIHAR

Course-0 :	PLAY COURSE(Duration-1Year)
Course-1 :	QAIDA COURSE+BASIC SCHOOL(Duration-1Year)
Course-2 :	NAAZRA COURSE+SCHOOL(UP TO CLASS 5) (Duration-1Year)
Course-3 :	HIFZ COURSE+SCHOOL (UPTOCLASS 8) (Duration-3Years)
Course-4 :	DAURA-E-QURAN COURSE (Duratin-1Year)
Course-5 :	COMPETETION SPECIAL COURSE (UP TO CLASS 10) (Duration-2Years)
Course-6 :	COMPUTER COURSE (Duration-3Years)
Founder :	Qari Abu Jafar Rahmani Sb & Maulana Abu Saud Qasmi Sb

یہاں دارالاقامہ کے ساتھ طعام کا عمدہ نظم ہے نیز چوبیس گھنٹے ماہر اساتذہ کی نگرانی میں حفظ قرآن مجید کے ساتھ عصری علوم کی تعلیم ہوتی ہے، داخلہ کے خواہش مند طلبہ 9631640584/7033784709 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

اتر پردیش میں ''میرے اللہ برائی سے بچانا'' پڑھوانے پر ٹیچر معطل

اتر پردیش کے ضلع بریلی میں ایک سرکاری اسکول کے پرنسپل کو محکمہ تعلیم نے اس لیے معطل کر دیا کیونکہ وہ صبح کی اسمبلی میں اردو زبان کی ایک مقبول و معروف دعائیہ نظم ''لب پہ آتی ہے دعا، بن کے تمنا میری'' بھی بچوں سے پڑھوایا کرتے تھے۔ اطلاعات کے مطابق سخت گیر ہندو گروپ بچوں کے لیے علامہ اقبال کی اس دعائیہ نظم کے پڑھنے پر خوش نہیں تھے، اسی لیے پولیس سے شکایت کی گئی تھی۔ انہیں خاص طور پر ''میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو، نیک جو راہ ہو، اس رہ پہ چلانا مجھ کو'' پر اعتراض تھا۔ اسکول میں یہ نظم پڑھتے ہوئے بچوں کے ایک ویڈیو کلپ کو پہلے وائرل کیا گیا، جس میں انہیں ''میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو، نیک جو راہ ہو، اس رہ پہ چلانا مجھ کو'' گاتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کلپ کے وائرل ہونے کے بعد کارروائی کا مطالبہ کیا گیا، اس سلسلے میں پولیس نے ایک مقدمہ درج کر لیا ہے، تاہم ابھی تک کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا ہے۔

یوگی حکومت کا موقف: ریاست اتر پردیش میں سخت گیر ہندو قوم پرست جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت ہے اور وزیر اعلی یوگی آدتیہ ناتھ کی حکومت کو، اقلیتی مسلم سماج کے تئیں سخت موقف کے لیے تنقید کا نشانہ بھی بنایا جاتا رہا ہے۔ پولیس حکام کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں مقدمہ اس لیے درج کیا، کیونکہ سرکاری اسکولوں میں روزانہ پریئرز کے لیے جو اس طرح کی دعائیہ نظمیں شامل ہیں، اس فہرست میں یہ نہیں ہے، اور اس نظم کا تعلق ایک خاص مذہب سے ہے۔ علاقے کے ایک سینیئر پولیس افسر کا کہنا تھا کہ پریئر منظور شدہ فہرست کا حصہ نہیں تھی اور ایک کمیونٹی سے متعلق تھی۔ یو پی کے محکمہ تعلیم کا کہنا ہے کہ ابتدائی معلومات کی بنیاد پر پرنسپل کو معطل کیا گیا ہے اور اس معاملے کی انکوائری کی جائے گی۔

اردو شاعر علامہ اقبال نے یہ دعائیہ نظم 1902 میں لکھی تھی، جو بھارت اور پاکستان دونوں ملکوں میں کافی مقبول ہے اور ریڈیو پر بھی نشر کی جاتی ہے۔ علامہ اقبال نے ہی معروف ترانہ ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا'' بھی لکھا تھا، جو بھارتی پارلیمان میں بھی پڑھا جاتا ہے اور بھارتی فوج اس کی دھن بھی استعمال کرتی ہے۔ اقبال نے جب ''بچے کی دعا'' لکھی تھی تو شاید ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں ہوگی کہ اس نظم کے پڑھانے پر کسی شخص کو ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے۔

ہندو قوم پرستوں کا اعتراض: 2019 میں یو پی کے ضلع پیلی بھیت میں بھی ایک ہیڈ ماسٹر کو اس وقت معطل کر دیا گیا جب اسکول کے طلبہ کو یہی نظم پڑھتے ہوئے سنا گیا تھا۔ اس وقت انتہا پسند خیالات کی حامل ہندو تنظیم ''وشو ہندو پریشد'' کی مقامی یونٹ کی شکایت کے بعد یہ کارروائی کی گئی تھی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد اقبال کی نظم ''بچے کی دعا'' کافی مقبول نظم ہے اور بیشتر اسکولوں اور بالخصوص مسلم اکثریتی اسکولوں میں کلاس شروع ہونے سے قبل یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ حتی کہ جن اسکولوں میں اردو پڑھنے والے بچے نہیں ہیں، وہاں بھی یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ تاہم ہندو قوم پرست جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی کے اقتدار میں آنے کے بعد سے مسلمانوں اور اردو سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کو نشانہ بنانے اور ہندوتوا اور ہندو دھرم کی علامات کو غالب کرنے کی براہ راست یا بالواسطہ کوششیں تیز ہوتی گئی ہیں۔ یہ تازہ واقعہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ دسمبر 2020 میں انجینئرنگ کالج آئی آئی ٹی کانپور میں جب طلبہ نے فیض احمد فیض کی نظم ''لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے'' پڑھی تھی، تو اس وقت بھی اس پر یہ کہہ کر پابندی عائد کر دی گئی تھی کہ یہ نظم ہندو مخالف ہے۔ **(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)**

کرناٹک میں حلال سرٹیفکیشن کے خلاف قانون سازی متوقع

کرناٹک میں حجاب پر پابندی کے معاملے پر ملک گیر سطح پر پیدا ہونے والے زبردست تنازع کے بعد ریاست اب ایک اور تنازع کے جانب بڑھ رہی ہے۔ حکمراں جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی کے ایک رکن اسمبلی روی کمار نے اسمبلی کے رواں اجلاس میں ''حلال'' سرٹیفکیشن پر پابندی عائد کرنے کے لیے ایک نجی بل پیش کرنے کا اعلان کیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ وزیر اعلی باسواراج بومئی اور پارٹی کے دیگر اراکین نے اس بل کو پیش کرنے کی اجازت دیتے ہوئے اسے منظور کرانے کی تائید کر دی ہے۔ یہ متنازع بل ایسے وقت پیش کیا جا رہا ہے جب ریاست میں اگلے برس اسمبلی انتخابات ہونے والے ہیں۔ اپوزیشن پارٹی کانگریس نے اس بل کی مخالفت کرنے کا اعلان کیا ہے۔ لہذا ریاست میں ایک بار پھر سخت سیاسی اور سماجی کشیدگی پیدا ہونے کا خدشہ واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے۔ اس سے قبل ریاست کے ایک چھوٹے سے شہر میں پیدا ہونے والے حجاب پر پابندی کے تنازع نے ملک گیر صورت اختیار کر لی تھی اور یہ معاملہ اب بھی سپریم کورٹ میں زیر التوا ہے۔

بی جے پی کے رکن اسمبلی روی کمار کا کہنا ہے کہ بھارت میں اشیاء خورد و نوش کے سرٹیفیکیشن کے لیے واحد حکومتی ادارہ ایف ایس ایس اے آئی (Food Safety and Standards Authority of India) ہے۔ لہذا صرف اسی کی طرف سے جاری کردہ سند کو تسلیم کیا جائے اور اس کے علاوہ کسی بھی دوسرے نجی اداروں کی جانب سے سرٹیفکیشن کو بند کر دیا جانا چاہئے۔ اشیاء خورد و نوش ایکسپورٹ کرنے والی بھارتی کمپنیوں کی پریشانی یہ ہے کہ 100 سے زائد ملکوں میں انہیں اپنی تجارت کے لیے حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت ہوتی ہے، اسے بند کر دینے سے ان کا بھاری نقصان ہوگا۔ لہذا وہ پرائیوٹ اداروں کی طرف سے جاری کردہ حلال سرٹیفکیشن استعمال کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ یوگا گرو اور ہندوتوا کے زبردست علمبردار بابا رام دیو کی کمپنی پتنجلی نے بھی اسلامی ملکوں میں اپنے بعض پروڈکٹس فروخت کرنے کے لیے حلال سرٹیفکیٹ لے رکھا ہے۔ بھارت میں کئی نجی ادارے حلال سرٹیفکیشن دیتے ہیں بھارت میں کئی نجی ادارے حلال سرٹیفکیشن دیتے ہیں۔

''اقتصادی جہاد'' کا الزام: بی جے پی کے رہنما روی کمار کا الزام ہے کہ حلال سرٹیفکیشن اور بالخصوص جانوروں کے اسلامی طریقہ کے مطابق ذبیحہ کے لیے سرٹیفکیشن حاصل کرنے کی شرط دراصل ''اقتصادی جہاد'' ہے۔ بی جے پی کے علاوہ آر ایس ایس سے وابستہ دیگر تنظیمیں مثلاً ہندو جاگرتی سمیتی، شری رام سینا، بجرنگ دل وغیرہ بھی حلال کے خلاف آواز بلند کر رہی ہیں۔ انہوں نے ریاست میں کئی مقامات پر مظاہرے کیے اور ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ مسلم دکانداروں سے حلال گوشت نہ خریدیں۔

2020 میں اکھنڈ بھارت مورچہ نامی ایک تنظیم نے سپریم کورٹ میں عرضی دائر کر کے حلال طریقے سے ذبیحہ پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا تھا، لیکن عدالت نے اس کی درخواست مسترد کرتے ہوئے کہا تھا کہ عدالت لوگوں کے کھانے پینے کے اطوار میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ بی جے پی کے وزیر اعلی بومئی کو اگلے برس انتخابات کا سامنا ہے، اس لیے اپوزیشن کانگریس پارٹی کا کہنا ہے کہ بی جے پی دراصل ریاست میں اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اس طرح کے غیر ضروری تنازعات کھڑا کرتی رہتی ہے۔ کانگریس کے رہنما یوٹی قادر کا کہنا تھا کہ چونکہ اگلے سال ریاست میں انتخابات ہونے والے ہیں اور عوام بی جے پی کی نااہلی سے ناراض ہیں اس لیے وہ ایک بار پھر ''ہندوتوا کارڈ'' کھیلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ کانگریسی رہنما نے کہا: ''ہم بی جے پی کی حکمت عملی کو اچھی طرح سمجھتے ہیں، وہ اپنی ناکامیوں اور بدعنوانیوں سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے یہ سب کچھ کر رہی ہے۔ حلال مخالف بل کا مقصد ووٹروں کو فرقہ وارانہ خطوط پر تقسیم کرنا ہے۔''

کون دیتا ہے حلال سرٹیفکیشن: بھارت میں کئی نجی ادارے حلال سرٹیفکیشن دیتے ہیں اور اس کے لیے وہ اچھی خاصی رقم بھی وصول کرتے ہیں۔ اشیائے خورد و نوش کے علاوہ صابن، شیمپو، فیس کریم وغیرہ جیسی چیزوں کو بھی انہیں تیار کرنے کے طریقہ کار کی بنیاد پر حلال سرٹیفکیشن دیا جاتا ہے۔ بھارت میں جمعیت علماء ہند نے اس کے لیے باضابطہ ایک ٹرسٹ قائم کر رکھا ہے۔ اس ٹرسٹ کے سکریٹری نیاز احمد فاروقی کا کہنا ہے کہ ان کا ادارہ کسی بھی کمپنی کی تیار کردہ مصنوعات کو انتہائی باریکی سے جانچ کے بعد ہی حلال سرٹیفکیشن دیتا ہے۔ ''ہم اس بات کی مکمل جانچ کرتے ہیں کہ کوئی بھی پروڈکٹ تیار کرتے وقت غیر اسلامی طریقہ استعمال نہ کیا گیا ہو۔ جانچ کرنے والی ٹیم میں کم از کم دو مسلم فوڈ ٹیکنالوجسٹ موجود ہوتے ہیں۔'' انہوں نے مزید بتایا کہ متعدد مسلم ممالک کے آڈیٹر بھی حلال کی تصدیق کرنے کے لیے بھارت آتے رہتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔

اس سے قبل ہندو قوم پرست تنظیم آر ایس ایس سے وابستہ گروپوں نے ہندوؤں کو حلال مصنوعات بشمول گوشت سے اجتناب کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ آر ایس ایس سے وابستہ ہندو جن جاگرتی سمیتی نے ہندوؤں سے اپیل کی تھی کہ اوگاڑی یا سال نو کے تہوار کے موقع پر حلال گوشت نہ خریدیں۔ اوگاڑی کا تہوار 2 اپریل کو منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر ہندو بڑی مقدار میں بالخصوص بکرے کا گوشت استعمال کرتے ہیں، جو ریاست میں عام طور پر مسلمانوں کی دکانوں پر دستیاب ہوتے ہیں۔ ہندو جن جاگرتی سمیتی کے ریاستی ترجمان موہن گوڑا نے مسلمانوں کے خلاف تازہ ترین مہم کو ہوا دیتے ہوئے ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ حلال گوشت فروخت کرنے والے مسلمانوں کی دکانوں سے خریداری نہ کریں۔ گوڑا نے متنازع بیان میں کہا کہ تصدیق شدہ حلال مصنوعات کی خریداری کا مطلب ملک دشمن سرگرمیوں کی حمایت کرنا ہے۔ ''ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ حلال مصنوعات کے فروخت سے ہونے والی آمدنی کا استعمال دہشت گردی اور ملک دشمن سرگرمیوں میں کیا جا رہا ہے۔ حلال مصنوعات خریدنا ملک دشمن سرگرمیوں کی حمایت کے مترادف ہے۔''

ریاستی وزیر اعلیٰ کے سیاسی سیکرٹری ایم پی رینوکا چاریہ نے غیر حلال گوشت کی دکانیں کھولنے کے لیے مالی امداد کی پیش کش بھی کی ہے۔ اس تعلق سے وزیر اعلی باسوراج بومئی نے میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہا، ''حلال تنازع بس ابھی شروع ہوا ہے، ہمیں اس کو سمجھنا پڑے گا، اس پر سنگین اعتراضات کیے گئے ہیں، میں اس کو دیکھوں گا، بہت ساری تنظیمیں کسی نہ کسی چیز پر پابندی عائد کرنے کے لیے آواز بلند کرتی رہتی ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ ہم ایسی کسی چیز پر توجہ نہیں دیں گے جو قابل توجہ نہ ہو۔'' بومئی کا مزید کہنا تھا کہ جہاں تک ان کی حکومت کا سوال ہے تو یہ نہ تو رائٹ ونگ ہے اور نہ ہی لیفٹ ونگ بلکہ یہ گروتھ ونگ ہے۔

واضح ہو کہ حالیہ مہینوں میں وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل اور سری رام سینے جیسی متعدد شدت پسند ہندو تنظیمیں حلال مصنوعات کے بائیکاٹ کی حمایت میں پوری شدت کے ساتھ میدان میں آ گئی ہیں۔ بی جے پی کے قومی جنرل سکریٹری روی نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ حلال ایک اقتصادی جہاد ہے، اگر ہندو یہ کہتے ہیں کہ انہیں حلال کھانا پسند نہیں تو اس میں غلط کیا ہے؟ کیا مسلمان کسی ہندو سے گوشت خریدیں گے؟ پھر آخر یہ کیوں کہا جا رہا ہے کہ ہندوؤں کو مسلمانوں سے گوشت خریدنا چاہئے؟ ان کہنا تھا کہ تجارت تو دو طرفہ معاملہ ہے۔ اگر مسلمان غیر حلال گوشت کھانے کے لیے تیار ہوں تو ہندو بھی حلال گوشت استعمال کریں گے۔ شدت پسند ہندو تنظیم سری رام سینا کے سربراہ پرمود متالیک نے بھارت کو حلال سے پاک ملک بنانے کی اپیل کی اور حلال مصنوعات کو ''جزیہ'' کی شکل قرار دیا۔

دوسری طرف کرناٹک کے سابق وزیر اعلی ایچ ڈی کمارا سوامی نے ہندو نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ سماج کو تباہ ہونے کی اجازت نہ دیں۔ انہوں نے کہا: ''کرناٹک کو امن کا گلستان کہا جاتا ہے، اگر اس طرح کے بائیکاٹ جاری رہے تو آپ اس ریاست کا کوئی بہتر مستقبل دیکھ نہیں پائیں گے، میں ہاتھ جوڑ کر سب سے اپیل کرتا ہوں کہ ریاست کو تباہ نہ کریں۔'' انہوں نے سنگھ پریوار سے سوال کیا، ''آپ ہندوؤں کی تو بات کر رہے ہیں لیکن کیا کسی دلت کو کسی مندر میں پجاری بننے کی اجازت دے سکتے ہیں؟ حتی کہ کسی دلت کو مندر کے اندر جانے کی بھی اجازت دے سکتے ہیں؟'' انہوں نے کہا کہ بی جے پی یہ سارا کھیل اگلے سال ہونے والے ریاستی اسمبلی انتخابات کے مدنظر کر رہی ہے۔ کانگریس رہنما پریانک کھڑگے کا کہنا تھا کہ بی جے پی کرناٹک کو بھی اتر پردیش میں بدل دینا چاہتی ہے۔ چونکہ بی جے پی کو عوام کی فلاح و بہبود سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، اس لیے وہ کبھی کشمیر فائلز کا معاملہ اٹھاتی ہے تو کبھی اقلیتوں کی اقتصادی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور اب یہ حلال گوشت کا مسئلہ پیدا کر رہی ہے۔ یہ صرف انتخابی حربہ ہے۔ دریں اثنا ریاست کے 60 سے زائد دانشوروں نے وزیر اعلی بومئی کو ایک مشترکہ خط لکھ کر مذہبی منافرت پر روک لگانے کی اپیل کی ہے۔ (بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

آیئے......ہم عہد کریں کہ آخری وقت تک مسلم پرسنل لا پر عمل کریں گے

مفتی عین الحق امینی قاسمی

ہندوستان ایک ایسا تکثیری ملک ہے جہاں مختلف رنگ ونسل کے انسان الگ الگ مذہبی روایتوں کے ساتھ مختلف بولیاں بولنے والے ہیں، یہاں بسنے والے لوگوں میں مختلف ''پرسنل لا'' کے ماننے والے ہیں، ہر ایک کا کلچر اور تہذیب اپنے حساب سے ہے، یہاں کے دستور میں بھی اس پہلو کا پورا خیال رکھا گیا ہے، جس میں آزادی کے ساتھ عمل کی راہ اپنانے کی بات مضبوطی سے کہی گئی ہے، مذہبی روایتوں پر عملی مرحلے کو جبر واِکراہ سے آزاد رکھا گیا ہے اور یہی اِس ملک کی خوبصورتی ہے، ہندوستان کے اندر انگریزی حکومت کے دور اقتدار میں ایک مرحلہ ایسا بھی آیا، جب انگریزوں نے اپنا قانون نافذ کرنے کا عمل شروع کر دیا تھا، اِس درمیان دیگر پرسنل لا کے علاوہ مسلم پرسنل لا بھی نشانے پر رہا، مسلمانوں کے بڑے علماء نے کسی بھی پرسنل لا کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی سخت مخالفت کی اور مسلم پرسنل لا کو تحفظ فراہم کرنے کے جذبے سے باضابطہ شریعت اپلیکیشن ایکٹ منظور کروایا گیا۔ مسلم پرسنل لا دراصل مسلمانوں کے وہی شخصی وخاندانی مسائل ہیں، جنہیں برٹش حکومت میں شریعت اپلیکیشن ایکٹ کے تحت ۱۹۳۷ء میں وقت کے اکابر علما نے غیر معمولی جد وجہد کے بعد تحفظ اور اُن مذہبی مواد پر آزادانہ عمل درآمد کے نقطہ نظر سے منظور کروایا تھا، اِسی طرح شرعی قوانین کا یہ حصہ مسلم پرسنل لا قرآن وحدیث سے ماخوذ فقہ کے وہ مسائل ہیں جن میں نکاح، طلاق، وراثت، حضانت، خلع، فسخ، مہر، نفقہ، رضاعت، ایلاء، ظہار، وصیت، ولایت اور اوقاف وغیرہ خصوصیت سے شامل ہیں، مسلم پرسنل لا کا تعلق خالص مسلمانوں کی شخصی وانفرادی زندگی سے ہے، شرعی قوانین کا یہ حصہ آج بھی دستور ہند کے مطابق قابل عمل ہے یعنی اگر فریقین مسلمان ہوں تو ملکی عدالت اس بات کے لئے پابند عہد ہے کہ اُن کے حق میں شرعی قانون کی رو سے معاملہ کا فیصلہ سنائے۔

اس وضاحت کے بعد مسئلے کا یہ پہلو ذہن میں محفوظ رہنا چاہئے کہ مسلم پرسنل لا ہمارے دین ومذہب کا جز ہے، مسلم پرسنل لا کے تحت جو مذکورہ بالا مخصوص مسائل ہیں، اُن کا براہ راست جذباتی تعلق ہر کلمہ گو کی انفرادی اور مدنی وشہری زندگی سے ہے اور اِس معاملے میں نبی امی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امتی جواب دہ ہے، ہماری ایمانی ذمہ داری ہے کہ شریعت کے اِس حصے پر عمل کی راہ سے ہمارا کوئی لمحہ غفلت کا شکار نہ ہو، بے زاری اور لاپروائی کا مُرتکب نہ ہو، اِن امور شرعیہ سے غفلت کا صاف مطلب ہے کہ ہم نے عملاً مسلم پرسنل لا سے خود کو کنارہ کر لیا ہے اور اسلام کو محض عبادتوں کے لئے مخصوص سمجھ لیا ہے۔ امیر شریعت رابع حضرت مولنا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ نے تحفظ شریعت اور مسلم پرسنل لا کے حوالے سے کتنی ذمہ دارانہ بات کہی ہے ایک بار پہلے اِسے پڑھ جایئے!

''مسلم پرسنل لا مسلمانوں کی مستقل تہذیب اور عائلی نظام کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، مسلمانوں کی انفرادی، عائلی اور سماجی زندگی سے مسلم پرسنل لا کا بہت گہرا رشتہ ہے اور انہیں قوانین کی بنیاد پر ان کی عائلی اور سماجی زندگی تشکیل ہوتی ہے۔ اگر مسلم پرسنل لا ختم ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ اسلامی قوانین عملاً عبادات کے دائرہ میں سمٹ کر رہ جائیں گے؛ بلکہ سماجی روح کا بھی خاتمہ ہو جائیگا، اور جڑ ہی خشک ہو جائیگی جس کے پتوں کا مخصوص رنگ اسے دوسرے درختوں سے ممتاز کرتا ہے'' (مسلم پرسنل لا زندگی کی شاہ راہ، ص: 14)

ایک سچے مسلمان کی طرف سے خدا اور رسول کی کامل اطاعت وپیروی کا مطلب ہے کہ اسلامی قانون سے ہمارا دل پورے طور پر مطمئن ہو، اس معاملے میں شک اور تردد سے ہمارا ذہن پاک ہو اور زندگی کے کسی گوشے میں بھی اسلامی قوانین کو ہلکا سمجھنے کی غلطی سے ہمارا دل ودماغ محفوظ ہو، ہمارے روز وشب کے وہ مذہبی مسائل جن کا تعلق بلاواسطہ ذاتی زندگی سے ہے، جیسے کہ نکاح، طلاق، خلع، فسخ، مہر، نان ونفقہ، رضاعت وغیرہ اِن احکام شرعیہ کی مکمل پاسداری ہم اپنی ایمانی ذمہ داری سمجھ کر کرنے والے بنیں، ہمارا مذہب دیگر مذاہب کے مقابلے کئی جہتوں سے ممتاز ہے، اِس سچائی کو ہمارا ذہن بھی یقین کے ساتھ قبول کرے اور یہ امتیاز تب باقی رہے گا جب ہم جذباتی احساس کے ساتھ اُس کو عملی زندگی میں برتنے والے بنیں گے۔ مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس کا تعلق مضبوط عمل آوری سے ہے، جہاں جہاں محض نعروں سے مذہبی راہ ورسم نبھانیکی کوششیں ہوئی ہیں، اصل مذہبی روایات رخصت ہوتی گئیں اور اس کی جگہ خرافات جڑ پکڑتے گئے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی حقیقت نہیں، بلکہ واضح حقیقت ہے کہ ہمارا یہ دین، ہمارے رب کو بھی پسند ہے اور ہم سبھوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اِسی پاکیزہ دین پر عمل کا حکم دیا ہے، عمل کی مضبوط کڑیاں ہی ہماری مذہبی روایات کو خرافات سے بچا کر نجات اور کامیابی کے خط مستقیم سے جوڑتی ہیں، یہی وہ عملی راستہ ہے جس پر چل کر ہم اپنی آئندہ نسلوں کے لئے دین کو محفوظ رکھ سکتے ہیں اور اپنے آپ کی بھی حفاظت کر سکتے ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

''حفاظت اسلام کے نعرے تو بہت بلند کئے جاتے ہیں، مگر عملی پہلوؤں سے ہم خود گریزاں رہتے ہیں، اسلام کوئی مجسمہ نہیں جس کی حفاظت کے لئے کوئی لاؤ لشکر کی ضرورت ہو آپ اپنے اندر اسلام کو سمو لیجئے! آپ بھی محفوظ ہو جائیں گے، اور اسلام بھی محفوظ ہو جائے گا'' (ملفوظات مدنی)

مسلمان کا اس بات پر ایمان ہونا چاہئے کہ روح وقلب سے عزیز تر اس کا مذہب، مذہب اسلام ہے اور اسلامی احکام ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو راز زندگی بخشا ہے اور جو نسخہ جاودانی عطا کیا ہے، اس کا دل اس کو اپنی جان وتن سے زیادہ قبول کرنے پر آمادہ عمل ہو، زندگی اور مذہبی تقاضوں میں فرق کے ساتھ اسے اختیار کرنے کا علم وشوق ہو، زندگی میں ذاتی گھریلو تقاضوں کو اسلام کے تقاضوں پر قربان کرنے کا مزاج واخلاق اس کے پاس ہو، ذہن اس طور پر تیار ہونا چاہئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اسے پکڑ لو اور جس سے تمہیں روکا ہے اس سے باز آجاؤ اور ہر حال میں مرضی مولی از ہمہ اولی کی فکر ہو

سارا جہاں خلاف ہو پروانہ کیجئے پیش نظر تو مرضئ جاناں چاہیئے

مفکر اسلام امیر شریعت سابع حضرت مولانا سید محمد ولی صاحب رحمانیؒ سابق جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے کتنی پیاری بات کہی ہے:

''یقین کیجئے، دینی فکر اور مذہب سے سچا عشق اور اس پر عمل شاہراہ حیات ہے، روحانی قدروں کو اپنے اندر سمو لینا زندگی کی معراج ہے، اور ایسی ہی زندگی کیلئے لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون کی بشارت ہے، ہم سب جو اس بشارت کے طلبگار اور امیدوار ہیں، رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ہدایتوں کو ہر گھر میں پہونچا دیں اور ہر دل میں اتار دیں تو ساری بگڑی بن سکتی ہے، ہم محاسبہ نفس بھی کریں، محاسبہ معاشرہ بھی، اصلاح نفس بھی کریں اور اصلاح معاشرہ بھی، اور یہ بھی بتاتے چلیں کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ (دنیا کی محبت ہر غلطی کی جڑ ہے) اور دلوں میں اتارتے چلیں کہ جب بھی دنیا کی محبت اور موت کا خوف ہوگا، وہ عہد ہوگا ہم پر امتوں کے ٹوٹ پڑنے کا، یہی سبق ہے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا! (مسلم پرسنل لا اور ہندستانی قانون، ص: ۵۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق صحابہ کرامؓ اور بعد کے نفوس قدسیہ نے اِس دین متین کے لئے جو قربانیاں دی ہیں وہ تاریخ کا روشن باب اور مستقل تاریخ کا حصہ ہیں، اکابر اولیاء اللہ نے جس طرح سے عزیمتوں کی راہ اپنا کر دین کے ایک ایک حصے کو ہم تک پہنچانے کے لئے عمریں کھپائی ہیں، اُنہیں لفظوں میں بیان کرنے کا نہ مقصد اور نہ یہاں اس کا موقع، مگر اُن کی پاک نفسی، فنائیت اور اسلام پر ثبات قدمی نے ہمارے لئے دین کو سمجھنے کی راہ آسان کی ہے، اُنہوں نے اگر کل قربانی نہ دی ہوتی تو زندگی، موت، روزہ، نماز یہاں تک کہ اپنی خواہشات تک کو اُس دین کے تابع نہ کی ہوتی جس دین کو رسول عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا تو یقین کیجئے! کہ ہم اس بھیس بھوسا میں شاید ہرگز نظر نہ آتے۔ آج اگر ہماری پہچان ایک کلمہ گو کی حیثیت سے ہے تو وہ بس کانٹوں کی سیج پر چل کر دین کو تحفظ فرہم کرنے والے اور گالیاں کھا کر دعائیں دینے والوں کی تبلیغ دین کا صدقہ ہے۔ اُن یاران باصفا کا اپنے دین ومذہب سے سچی پکی عقیدت ومحبت اور بے پناہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ملت اسلامیہ کے مخلص داعی سابق قاضی القضاۃ امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ حضرت مولنا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کے اُس احساس کو بھی ایک بار پڑھ جائے کہ اُس بندہ خدا نے ملت کے لئے کس طرح دل نکال کر رکھ دیا ہے:

''اسلام کی اصل روح کیا ہے؟ اگر آپ کتاب وسنت اور تاریخ وسیر کا مطالعہ کریں تو آپ میرے اس خیال سے پوری طرح اتفاق کریں گے کہ ملت ابراہیمی اور دین محمدی کی اصل روح بس اتنی ہے کہ انسان خدا کی مرضی اور خوشی میں اپنے کو فنا کر دے، یہی وہ مقام ہے جہاں بندہ اللہ کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کے کان سے سنتا ہے، اور اسی کی زبان سے بولتا ہے۔ سیدنا حضرت ابراہیم کو مقام خلیلیت ملا، اس کی وجہ یہی تو تھی کہ انہوں نے اللہ کی خوشی کے لیے آگ میں کودنا، بیوی بچوں کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ نا اور اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری چلانا گوارہ کیا'' ـــــ ''مسلم پرسنل لاء اصل میں اُن قوانین کا نام ہے، جو اللہ کی کتاب اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف میں مذکور ہے، ان کی حفاظت کے لیے جہاں تک سرکار کے حملہ سے بچاؤ ضروری ہے، اِس کے لیے ہم سب نے اِس کا عہد کیا ہے ہم آخری وقت تک اللہ کی شریعت میں تبدیلی گوارنہیں کریں گے لیکن اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ہمارا مسلم سماج اس کو اپنے اوپر نافذ کرے'' (اذان مجاہد، ص ۶۸، مرتب مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی، مطبوعہ امارت شرعیہ پٹنہ)

زیر نظر تحریر لکھے جانے کے وقت لگاتار یہ خبر آرہی ہے کہ ملک کے راجیہ سبھا میں گرما گرم بحث کے دوران یکساں سول کوڈ بل پیش کر دیا گیا ہے گرچہ اپوزیشن کے لیڈران اس بل کو آئین مخالف بتلا رہے ہیں اور ملک کے تانے بانے کے لئے خطرہ قرار دے رہے ہیں، مگر اقتدار میں بیٹھی پارٹی کے اراکین مسلسل کمیٹی تشکیل دینے کی مانگ کر رہے ہیں، ملک کی جو صورت حال ہے، ایسے میں نہیں لگتا کہ یہ سب اب کوئی ناممکن سا رہ گیا ہو، بلکہ مخالفتوں کے بیچ ملک مخالف بل کا پاس ہونا اور ایکٹ کا منظور ہونا عام سی بات ہوگئی ہے، یہ ملک اب جمہوریت سے ہٹ چکا ہے، ہندتوا کی راہ پر چل پڑا ہے، جہاں ملک یا ملک کی آبادی سے پرے کوئی بھی فیصلہ ایک خاص نظریئے کے تحت سیاسی مفاد میں کبھی بھی لیا جا سکتا ہے، لیکن یہ ملک کی آبادی کے لئے صدمے کی بات ہے ایک سیکولر ملک کہے جانے والے بھارت میں یکساں سول کوڈ کا فارمولہ ملک یا اس کی آبادی کے مفاد میں کبھی بھی مفید نہیں ہو سکتا، بلکہ ملک کی ایکتا واکھنڈتا کو شدید نقصان پہنچانے والا ہوگا، اس کے لئے ہم کبھی تیار نہ ہوں گے اور آخری دم تک اُس کی مخالفت کی جاتی رہے گی۔ مگر یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ آپ مسلمان بن کر زندگی گذارنے کا عہد کریں، اپنی نسلوں کو بھی دین حنیف پر قائم رکھ کر زندگی جینے کا عہد کریں، اگر آپ نے عملاً اپنے پرسنل لا کی حفاظت کر لی، اپنے شرعی قوانین کو عزیز رکھ کر اس کے مطابق اپنی شخصی وانفرادی زندگی جینے کا عزم مصمم رکھتے ہیں تو ملک چاہے جس رخ پر جائے، دنیا کی کوئی طاقت آپ کو اپنے پرسنل لا سے نہ دست بردار کر سکتی ہے اور نہ آپ کے پرسنل لا کو کوئی مٹا سکتا ہے۔ مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے اس درد کو بھی محسوس کر لیجئے جس کا اظہار انہوں نے محض آپ کی اور آپ کے کلمے اور ایمان کی محبت میں کیا ہے:

''آپ کو اس ملک میں ہر حال میں مسلمان بن کر رہنا ہے۔ آپ جانوروں اور پرندوں کی طرح زندگی نہیں گزاریں گے جن کو راتب کا ملنا کافی ہے۔ ہم محض ''راتب'' پر اس ملک میں نہیں، کسی عرب یا خالص مسلمان ملک کی سرزمین پر بھی رہنے پر تیار نہیں جہاں ''راتب'' کے سوا ہم کو باعزت آزاد اور ضمیر وعقیدہ کے مطابق زندگی گزارنے کی دولت میسر نہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس دن آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کو ایمان سب سے بڑھ کر عزیز ہے، ایمان کے بغیر جینا بھی آپ کو مطلوب نہیں اسی وقت سے حالات میں تبدیلی آجائے گی اور مشکلات کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے (تکبیر مسلسل، ص: ۱۱)

رب کائنات ہم مسلمانوں کو اپنے دین ومذہب سے سچا پکا عشق عطا فرمائے اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی ہمیں اپنے پسندیدہ دین پر صبر وشکر کے ساتھ ثابت قدم رکھے، ہمارے ایمان واعمال کو اپنی رضا وخوشنودی کا سبب بنا کر دارین میں سرخ رو فرمائے۔ آمین یارب العالمین

اردو کی ترقی و تحفظ میں مدارس کا حصہ

ڈاکٹر شکیل احمد

ماہرلسانیات اور علماء ادب اس امر میں متفق ہیں کہ زبانوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اور یہ کسی خاص مذہب کی پابند ہوکر پروان بھی نہیں چڑھتیں یہ ماہرین اس سچائی کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ زبانیں جن علاقوں میں جنم لیتی ہیں اور نشونما پاتی ہیں ان علاقوں کی مٹی کی خوشبواور تاثیر بھی اس میں شامل ہو جاتی ہے۔ دنیا کی ہر زبان میں متعلقہ خطہ کی جغرافیائی، تہذیبی، مذہبی اور اور ثقافتی خوش بو شامل نظر آتی ہے۔

اردو زبان ترکی، فارسی اور دکنی جیسی زبانوں اور مقامی بولیوں کی آمیزش کے، اشتراک و تعاون سے خالص ہندوستانی ماحول میں پل بڑھ کر موجودہ رنگ وروپ میں نکھری ہے۔ ردوقبول اور اثر پذیری کے صدیوں کے سفر کے بعد اردو کا موجودہ پیکر وجود میں آیا ہے، اس طویل ارتقائی سفر میں دربار، دبستان، خانقاہ، بازار سبھی کچھ آئے لیکن جس گروہ اور جس اکائی نے اردو زبان کو گذشتہ ڈیڑھ صدی کے اندر بہت زیادہ متاثر کیا اور تعاون کا عملی نمونہ پیش کیا وہ علمائے کرام اور مدارس و مکاتب اسلامیہ ہیں۔

دہلی، جونپور اور لکھنؤ میں، دو تین صدی قبل تک علوم اسلامیہ کی تدریس کا جو نظم رائج تھا وہ آج کے مدارس کی طرح منظّم نہیں تھا، ان مخصوص مراکز میں تشنگانِ علوم اسلامی دور دراز سے حاضر ہو کر تحصیل علم کیا کرتے تھے۔ عربی اور فارسی ہی علمی زبان تھی۔ اردو ابھی علمی زبان کی حیثیت سے معتبر نہیں ہوئی تھی۔ انیسویں صدی کے آغاز تک دہلی، اور لکھنؤ میں اردو زبان ارتقاء پذیر تھی جیسے ہی وہ نظم ونثر میں اظہار خیال کا بھر پور ذریعہ بنی تو علمی زبان بننے میں بھی دیر نہیں لگی۔ 1857ء کے سانحہ نے برصغیر کو متزلزل کر کے رکھ دیا۔ ’’غدر‘‘ نے اقتدار کے ساتھ ساتھ تہذیب وثقافت، زبان و مذہب اور سماجی رشتوں کو بھی متاثر کیا، یہ وقت علمائے کرام اور اسلامی علوم وفنون کے ارتقاء اور بقاء کے کیلئے نازک وقت تھا۔ مایوسی، انتشار، دفاع، اقدام، تنظیم، حوصلہ اور تشکیل سب کا بہ یک وقت سامنا تھا، تاہم غیر یقینی صورت حال بہت دنوں تک قائم نہیں رہی۔ تباہی، بربادی اور مایوسی وانتشار کے باوجود علمائے کرام کی دوراندیشی، استقامت اور مدارس و مکاتب اسلامیہ کی تعمیر و تشکیل نے ہلکی پھوار کا کام کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے باقاعدہ انیسویں صدی کے اختتام تک پورے برصغیر میں، اسلامی مدارس کا جال بچھ چکا تھا ان مدارس و مکاتب میں باقاعدہ اردو ایک زبان اور ذریعۂ تعلیم کی حیثیت سے داخل ہو چکی تھی۔ نیز عربی و فارسی کے ساتھ ساتھ اردو کو قبولیت عام نصیب ہو گئی تھی۔

اردو زبان اور شعر وادب کی زلف گرہ گیر کی مشاطگی میں دبستانِ دہلی، اور دبستانِ لکھنؤ کی خدمات سرآنکھوں پر، شعراء اردو کے دکن سے دہلی تک پھیلے ہوئے استادی اور شاگردی کے صوبوں پر محیط نٹ ورک سے ہمیں انکار نہیں لیکن اردو کو عوام کے تعاون سے عوام کی زبان بنانے کا سہرا، علمائے دین اور مدارس اسلامیہ کے سر ہے۔ ایک وقت تھا جب شیراز ہند جونپور، مرکز علوم اسلامی دہلی اور فرنگی محل لکھنؤ اور بعض دیگر مقامات پر علمِ دین کے تدریسی مراکز قائم تھے۔ اور ان مراکز سے علم دین کی روشنی دور دور تک پھیل رہی تھی اس وقت یہاں سے علم وفن کے ثمر یعنی علماء کرام مہیا کرائے جاتے تھے، لیکن جب دیوبند میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے رفقاء نے دار العلوم قائم کیا جہاں سے علمائے دین کی کھیپ بھی تیار ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ ایسی نرسری بھی لگائی گئی جہاں سے فارغین نے علم دین کے پودوں کو اپنی حفاظت میں اپنے علاقوں میں لے جا کر ان کی شجر کاری بھی کی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورے برصغیر میں، دار العلوم کے طرز پر ہزاروں مدارس قائم ہو گئے جہاں علمِ دین کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ اولین اور منظّم کوشش تھی جو وسیع پیمانے پر وقوع پذیر ہوئی اور دور دراز علاقوں، شہروں اور قصبوں تک اسلامی علوم کی درس گاہیں قائم ہو گئیں، اب حصول علم کے مواقع عوام الناس کو بھی حاصل ہو گئے۔

دور حاضر میں جغرافیائی تقسیم اور ملکی سرحدوں نے دیوبند کے فیضِ عام کو برصغیر کے ممالک کے ساتھ ساتھ افغانستان اور پاکستان تک پھیلا دیا ہے سینکڑوں کی تعداد میں اسلامی مدارس ان ممالک میں علم دین کی روشنی پھیلانے کے ساتھ ساتھ اردو زبان کے ارتقاء کی راہ بھی ہموار کرتے رہے ہیں، کیونکہ ان ممالک میں قائم مدارس کے اساتذہ نے اردو کو بحیثیت ایک زبان کے سیکھا ہے اور علمی زندگی میں اردو کا چلن قائم رکھا ہے۔ اس زاویہ سے دیکھا جائے تو مدارس اسلامیہ نے اردو زبان کو دیگر ممالک تک پھیلانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

ماہرین تعلیم مادری زبان کو ذریعۂ تعلیم کے لئے سب سے بہتر تسلیم کرتے ہیں، لیکن بعض حالات میں مجبوراً طلباء کو ابتدائی تعلیم کے فوراً بعد یا ابتدائی تعلیم بھی کسی دوسری زبان کے ذریعہ حاصل کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ جنوب اور شمال مشرق کی ریاستوں اور غیر منقسم ہندوستان میں سرحد اور سندھ صوبے کے طلباء بھی دیوبند، سہارنپور، لکھنؤ، عمرآباد جیسے علاقوں کے مرکزی مدارس حصول تعلیم کے لئے پہونچتے تھے۔ ان مدارس میں طلباء کو اپنی مادری اور علاقائی زبان کے علاوہ عربی، فارسی کے ساتھ اردو زبان کو سیکھنے کا موقع ملتا تھا کیونکہ اردو ہی ان کی رابطہ کی زبان ہوتی تھی۔ تحریر و تقریر کی زبان ہوتی تھی، حتی کی بازار میں خرید و فروحت کے لئے بھی اسی زبان سے سابقہ پڑتا تھا۔ آج بھی یہی صورت حال ہے اس تعلق سے غیر اردو علاقوں تک ان مدارس اور ان کے طلباء کے ذریعہ اردو زبان کی رسائی ہوئی نتیجتاً ان علاقوں میں بھی اردو جاننے والوں نے قدم جمانے شروع کر دئے۔ دور دراز قصبوں اور گاؤں میں مدارس اور مکاتب قائم ہوئے تو یہاں بھی اردو زبان ذریعہ تعلیم بنی اور ایک مضمون کی حیثیت سے نصاب میں شامل کی گئی۔ آج اردو کتابیں، اخبار اور رسالے انہیں مدارس کی تعلیم کے زیر اثر گاؤں اور قصبوں میں پڑھے جاتے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد، خاص طور پر شمالی ہند میں اردو کے لئے پیدا کئے گئے ناموافق حالات میں اردو کی بقا اور ترویج میں سب سے اہم کردار مدارس نے ہی ادا کیا ہے۔ اور اب بھی کر رہے ہیں۔ ان حالات میں ان شاء اللہ مستقبل میں بھی اردو زبان وادب کو مدارس اور علماء کی سرپرستی اور خدمات حاصل ہوتی رہیں گی۔

اردو نصاب تعلیم کی ترتیب و تشکیل اور نفاذ میں مدارس سرفہرست رہے ہیں، ہمارے مدارس کی شناخت ہی اردو ذریعۂ تعلیم کی حیثیت سے ہے۔ مولانا اسماعیل میرٹھی کی اردو ریڈرس آج بھی اپنا مقام رکھتی ہیں مولانا حالیؒ، علامہ اقبالؒ، نظیر اکبرآبادی، شفیع الدین نیر، ڈپٹی نذیر احمد۔ سرسید، شبلی نعمانیؒ وغیرہ کی شعری اور نثری تخلیقات کو جس اہتمام کے ساتھ مدارس میں سکھایا اور پڑھایا جاتا ہے، کسی دوسری تعلیم گاہ میں اس جیسا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ شعرفہمی کا ماحول پیدا کرنے میں بھی مدارس کے تعاون کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اردو میں خطاطی اور خوشنویسی، مدارس سے ہی عبارت ہے، یہاں ابتدائی درجات سے ہی خوشنویسی اور املے کی درستگی پر خاص توجہ دی جاتی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مدارس میں زیر تعلیم طلباء کی اکثریت خوشنویس ہوتی ہے، کالج اور یونیورسٹی میں اردو پڑھنے والے طلباء اگر خوشنویس ہوتے ہیں تو ان کے اساتذہ کا سوال یہی ہوتا ہے کہ کیا آپ نے کسی مدرسہ میں اردو تعلیم حاصل کی ہے؟ یہ سوال اپنے آپ میں اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے کہ مدارس کے طلباء اردو خوبصورت لکھتے ہیں۔ معیار تعلیم میں جزوی گراوٹ کے باجود مدارس کا یہ وصف بحمداللہ اب بھی باقی ہے۔ اس بات کو پورے اعتماد سے کہا جاسکتا ہے کہ اردو خوشنویسی اور اردو رسم الخط مدارس میں سب سے زیادہ محفوظ ہیں۔

اردو اخبارات، رسائل اور کتابوں کو پڑھنے اور خریدنے والوں میں مدارس کے طلباء، اساتذہ اور ان متعلقین پیش پیش رہتے ہیں۔ ان اخبارات و رسائل میں لکھنے والوں میں بھی مدارس کے فیض یافتہ حضرات ہوتے ہیں دور حاضر میں، رسائل، مجلّات کی اشاعت بھی مدارس سے ہو رہی ہے۔ اکثر اہم مدارس سے ماہانہ دو ماہی یا سہ ماہی مجلّے شائع ہو رہے ہیں۔ جو اردو زبان وادب کے فروغ کا ایک اہم ذریعہ ہیں، ان کی سرپرستی مدارس کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔ بیشتر مضامین مدارس کے اساتذہ اور علماء کرام کے ہوتے ہیں۔ اردو خواں حلقے میں ان رسائل کے ذریعہ دین کی معلومات کے ساتھ ساتھ اردو سے تعلق بھی قائم رہتا ہے۔ آج ہم علی الاعلان کہہ سکتے ہیں کہ اردو میں بغیر کسی تعطل کے گذشتہ تقریباً ایک صدی سے مسلسل اور معیاری انداز میں شائع ہونے والا علمی رسالہ ’’معارف‘‘ اعظم گڑھ ہے جو مدارس اور علماء کرام کی سرپرستی اور محنت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ ہم اردو کتب خانوں کو جائزے کی غرض سے تین زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلے میں خدابخش لائبریری پٹنہ، رضا لائبریری رام پور، دار المصنفین اعظم گڑھ، حیدرآباد اور کلکتہ کی مرکزی لائبریریاں ہیں۔ دوسرے زمرے میں وہ لائبریریاں ہیں جو اردو علاقوں میں، شہروں اور قصبوں کے محبان اردو باہمی تعاون سے قائم کرتے ہیں اور انجمن یا کمیٹی کے ذریعہ اس کا انتظام چلاتے ہیں تیسرے زمرے میں وہ لائبریریاں ہیں جو مدارس میں قائم ہیں اور جن میں درسی کتابوں کے ساتھ ساتھ اردو کتابوں کا ذخیرہ بھی ہوتا ہے مدارس کے زیر انتظام ان کتب خانوں میں کتابوں کی حفاظت زیادہ بہتر انداز میں ہوتی ہے مدرسہ اپنے کتب خانہ کے لئے مالیات کی فراہمی بھی کرتا ہے۔ جس کی بدولت کتابوں کی خریداری کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ اردو کے بہت سے مخطوطات، خطاطی کے نمونے اور ملفوظات ان کتب خانوں میں موجود اور محفوظ ہیں اردو زبان کی ترقی اور بقاء میں ان کتب خانوں کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اردو ادب کی بعض اصناف اور بعض موضوعات ایسے ہیں، جن کے فروغ میں علماء اور مدارس کا فیض یافتگان کا گرانقدر حصہ ہے۔ اگر ان حضرات کے علمی کارناموں کو ان سے الگ کر دیا جائے تو یہ اصناف اور موضوعات ادھورے نظر آئیں گے اور ان کی ہیئت ہی تبدیل ہو جائے گی۔ تاریخ، سیرت، صحافت، سفرنامہ، تذکرہ، خود نوشت سوانح، نعت گوئی، اور تحقیق جیسے موضوعات اور اصناف کے نام گنائے جاسکتے ہیں۔ ان تمام کی ترویج و ترقی میں بالواسطہ مدارس کی خدمات شامل ہیں۔

قرآن کریم کے اردو ترجمے اور تفاسیر بھی قدیم اردو نمونوں کے طور پر اہمیت کے حامل ہیں۔ خصوصاً شاہ عبد القادرؒ کا اردو ترجمہ قابل ذکر ہیں۔ جواب قدیم اردو کے نمونے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قرآن کریم کے اردو ترجمے اور تفاسیر گذشتہ ڈیڑھ صدی کے دوران بکثرت لکھے گئے۔ نام گنانے کی گنجائش تو نہیں، لیکن یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ علماء کرام نے ترجموں کے ذریعہ اردو زبان کے فروغ میں بھی تعاون فرمایا اگرچہ یہ ترجمے قرآن فہمی کے مقصد سے کئے گئے ہیں۔ آج بھی متعدد اردو ناشرین کی تجارت کا دار و مدار قرآن مترجم کی اشاعت اور اردو کی دینی اور اصلاحی کتابوں کی طباعت پر منحصر ہے، کیونکہ اردو میں شائع ہونے اسلامی لٹریچر سب سے زیادہ فروخت ہوتا ہے۔

اردو شاعری میں بدیع و عروض اور معانی و بیان کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ ان سے واقفیت کے بغیر فن شاعری کے رموز و نکات سے آشنائی ممکن نہیں۔ اس فن کے فروغ میں بھی مدارس اور علماء کی خدمات نمایاں ہیں۔ قواعد اور فن عروض و بلاغت وغیرہ پر بنیادی ماخذ اور کتابیں مدارس اور علماء کرام کی خدمات کی مرہون منت ہیں۔ اردو شاعری کے فروغ اور تفہیم میں بھی مدارس کا نمایاں حصہ رہا ہے اور اب بھی ہے۔ اردو میں مشاعروں کی قدیم روایت رہی ہے۔ شعرفہمی اور مشاعرے کی تہذیب اور لسانی پاسداری مدارس کے طلباء اور فارغین کے ذریعہ آج بھی جاری ہے۔

اردو زبان کو بیرون ہند میں متعارف کرانے میں بھی مدارس اور علماء کرام کا حصہ رہا ہے اور اب بھی ہے۔ اہم مدارس اسلامیہ اپنے یہاں زیر تعلیم غیر ملکی طلباء میں اردو زبان کی شُدبُد پیدا کرنے میں معاون ہیں۔ یہ طلباء تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے ساتھ اردو زبان کی شیرینی و لطافت سے بھی کچھ حصہ ضرور اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اکثر مدارس میں طلباء کی انجمن کا اہتمام ہوتا ہے، جہاں مربی انجمن کی نگرانی میں اردو اور غیر اردو علاقوں کے طلباء اردو میں تقریر و تحریر کی مشق اور مہارت حاصل کرتے ہیں تکمیل تعلیم کے بعد ان فارغین مدارس کی ایک اہم تعداد اچھے مقرر اور نثر نگار کی حیثیت سے اردو کی خدمت میں مصروف ہوتی ہے، مدارس کا یہ تعاون گزشتہ ایک صدی سے بھی زیادہ مدت سے جاری ہے۔ بہ حیثیت مجموعی مدارس کی خدمات ہمہ گیر ہیں۔ اردو زبان وادب کی ترقی و بقاء کے تعلق سے بھی ان کی خدمات اظہر من الشّمس ہیں یہ بات یاد رکھنے، بار بار دہرانے اور آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کی ہے کہ مدارس نے اردو کی خدمت میں بے حد اہم کردار ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں اور اس تعلق کو جتنی ہوشیاری اور ثبات قدمی سے باقی رکھا جائے گا اردو زبان وادب کی ترقی اور بقاء کے لئے فالِ نیک ثابت ہوگا۔

ٹرسٹ اور سوسائٹی رجسٹریشن

ایاز احمد چیئرمین نیتی فاؤنڈیشن و ممبر نیشنل ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ اڈیسہ

ٹرسٹ اور سوسائٹی رجسٹریشن : ہندوستانی نظام کے تعلیم کے مطابق اگر کوئی شخص یا فرد تعلیمی ادارہ اور اسکول قائم کرنا چاہتا ہے تو بنیادی طور پر اس کو تین کام کرنے ہوتے ہیں۔

(۱) ٹرسٹ اور سوسائٹی رجسٹریشن کا قیام (۲) اپنے متعلقہ ضلع میں موجود محکمہ تعلیم کے دفتر سے ای سی (Essenitial Certificate) یا NOC (No Objection Certificate) کی حصولیابی (۳) ادارہ کے لئے تعمیری بجٹ اور اس کی بقا کے اسباب ووسائل کا انتظام۔

تعلیم کے دستور اساسی کے مطابق اگر کوئی شخص تعلیمی ادارہ یا اسکول قائم کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اول اور بنیادی شرط یہ ہیکہ ایک ٹرسٹ یا سوسائٹی قائم کرے، ٹرسٹ یا سوسائٹی کے بغیر اگر کوئی شخص ہندوستان میں تعلیمی ادارہ قائم کرتا ہے تو اس سے حکومت کی طرف سے قانونی مشکلات کا سامنا ہوسکتا ہے۔

ٹرسٹ اور سوسائٹی کی تعریف : ٹرسٹ اور سوسائٹی میں، اپنے اغراض ومقاصد کی رو سے، بڑی حد تک یکسانیت پائی جاتی ہے، چنانچہ یہ دونوں عام شہریوں کی طرف سے قائم کی جانے والی غیر سرکاری تنظیمیں ہیں، جو ذاتی منافع کے بجائے افادہ عام کے مقصد سے قائم کی جاتی ہے، سرکاری رجسٹریشن کے بعد ان تنظیموں کو حکومتوں، کاروباریوں اور افرد کی طرف سے مالی تعاون فراہم کیا جاتا ہے، جس کے ذریعہ عوام الناس میں تعلیمی ودیگر بنیادی سہولیات کی فراہمی کا کام ہوتا ہے، تاہم اپنی ساخت اور ہیئت کے اعتبار سے دونوں میں قدرے اختلاف ہے۔

ٹرسٹ : ایک شخص یا فریق کے ذریعہ تشکیل دیا جانے والا قانونی ادارہ ہے، جس میں فریق اول اپنے اثاثے اور پروپرٹی افادہ عام کے لئے فریق ثانی کے حوالے کرتا ہے۔ (فریق اول کو بانی، فریق ثانی کو ٹرسٹی اور خزانچی کہا جاتا ہے)

ٹرسٹ، انڈین ٹرسٹ ایکٹ 1882 کے زمرے میں آتا ہے، جو ہندوستان میں تمام رجسٹرڈ شدہ ٹرسٹوں کو کنٹرول کرنے اور انکے اثاثوں کو ٹرسٹ ڈیڈ کے مطابق استعمال کرنے کا قانونی جواز فراہم کرتا ہے۔

سوسائٹی، ایک مشترکہ سماجی مقصد کے لیئے کام کرنے والے مختلف لوگوں کے جماعت کو کہتے ہیں، میمورنڈم آف ایسوسی ایشن 1860 کے اصول وقواعد کے ذریعہ تشکیل دی جاتی ہے، اس کے مقصد بھی ذاتی منافع حاصل کرنے کے بجائے ضرورت مندوں کے لئے بنیادی سہولیات کی فراہمی اور ان کے مابین تعلیم وتعلم کا فروغ ہوتا ہے۔

ٹرسٹ کی کئی قسمیں ہیں: (۱) **پرائیویٹ ٹرسٹ**: یہ اپنے گھر کے افراد پر مشتمل ایک بند گروپ ہوتا ہے جو ذاتی فائدے کے لئے بنایا جاتا ہے، اس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ جب کوئی فوت ہوجاتا ہے تو اس کے اثاثے اور رقم بغیر کسی وصیت کے اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں۔

(۲) **پبلک ٹرسٹ**: ایک ایسا ٹرسٹ ہے جو کسی فرد یا جماعت کے ذاتی فائدے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اِس سے فائدہ اٹھانے والے بڑے پیمانے پر عوام الناس ہوتے ہیں۔

پبلک ٹرسٹ دوطرح کا ہوتا ہے : خیراتی ٹرسٹ اور مذہبی ٹرسٹ، **مذہبی ٹرسٹ** (Religious Trust): صرف مذہبی مقاصد کے لئے بنایا جاتا ہے۔ **خیراتی ٹرسٹ** (Charitable Trust): غریبون کی امداد، تعلیم، طبی سہولت جیسے، رفاہِ عام کے بہت سے اُمور انجام دیتا ہے اور یہ کسی بھی ذات، عقیدے یا مذہب سے قطع نظر تمام لوگوں کا یکساں تعاون کرتا ہے۔

ٹرسٹ رجسٹریشن کا طریقہ کار: چیرٹیبل ٹرسٹ کا رجسٹریشن پبلک ٹرسٹ ایکٹ (1950) کے تحت اپنی تحصیل کے رجسٹرار آفس سے کرایا جاسکتا ہے، وجس کے لئے بنیادی دستیاویز ٹرسٹ ڈیڈ ہوتی ہے۔ ٹرسٹ ڈیڈ، ٹرسٹ کی ضروری معلومات پر مشتمل ایک فائل ہے جو تیار کر کے سب رجسٹرار کے پاس جمع کرانی پڑتی ہے۔

ٹرسٹ ڈیڈ کی ضروری معلومات: **ٹرسٹ کا اعلان**: کوئی بھی شخص جو رفاہی خدمت کا ارادہ رکھتا ہو، اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے، اپنی کچھ پراپرٹی اور اثاثے کے ساتھ ٹرسٹ بنانے کا اعلان کرے، ٹرسٹ کی زبان میں اِس کو بانی اور سیٹلر کہا جاتا ہے۔

ٹرسٹ کا مجوزہ نام: نام کے آخر میں ''ٹرسٹ، فاؤنڈیشن وغیرہ'' کا لفظ ہونا چاہئے۔ مثلاً: آپ کا نام ہوسکتا ہے'' حسان ایجوکیشنل ٹرسٹ/ حبان فاؤنڈیشن''، **ٹرسٹ آفس کا پتہ**: ٹرسٹ کا پتہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت رجسٹریشن اور درخواستوں کے لیے اس کے دائرہ اختیار کا فیصلہ کریگا، **ٹرسٹی** : ٹرسٹ کا بانی ایسے افراد کا انتخاب کرے جو ٹرسٹ میں مذکور تمام شرائط کو قبول کرتے ہوئے بطور ٹرسٹی کام کریں۔

بورڈ آف ٹرسٹیز: ممبرانِ ٹرسٹ کو ہی بورڈ آف ٹرسٹیز کہا جاتا ہے، اُن میں ایک صدر، نائب صدر، سکریٹری اور خزانچی نامزد کیا جائیگا، **تعداد ممبران**: رجسٹریشن کے لئے بانی کے علاوہ الگ سے دو ممبران کا ہونا ضروری ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

اصول وضوابط: ٹرسٹ کی بقاء اور بجٹ کے انتظام سے متعلق پیشگی شرائط وضوابط طے کئے جائیں۔

ٹرسٹ ڈیڈ کی مذکورہ تفصیلات ایک نان جوڈیشل اسٹامپ پیپر میں لکھی جائیں گی، اس کی نوٹیری ہوگی اور بانی ٹرسٹی وممبران ٹرسٹ کے اس پر دستخط ہونگے اس کے بعد ٹرسٹ ڈیڈ اور ضروری کاغذات کے ساتھ، رجسٹریشن کے لئے رجسٹرار آفس میں ایک درخواست دی جائے گی۔

ٹرسٹ رجسٹریشن کے لئے ضروری کاغذات حسبِ ذیل ہیں: (۱) بانی ٹرسٹ کے آدھار کارڈ اور پین کارڈ کی کاپی (۲) ممبران کے آدھار کارڈ، پین کی کاپی (۳) ٹرسٹ آفس کا بجلی بل (۴) ٹرسٹ آفس کا کرایہ نامہ اگر ہو تو (۵) بانی کی تصویر (۶) ممبران کی تصاویر، درخواست پر کارروائی کر کے رجسٹرار افسر کاغذات کی تصدیق کرتا ہے صحیح پائے جانے کی صورت میں ایک ہفتہ کے درمیان رجسٹریشن کاپی آپ کے حوالے کر دیتے ہے، اس کے بعد پین کارڈ، ٹرسٹ کے لئے بہت اہم ہوتا ہے، اسی کے بنیاد پر ٹرسٹ کا کھاتہ کسی بینک میں کھولا جاسکتا ہے۔

سوسائٹی رجسٹریشن کا طریقۂ کار: سوسائٹی کا رجسٹریشن، سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت ہوتا ہے، سوسائٹی کا رجسٹریشن اپنے ضلع کے رجسٹرار آفس سے سوسائٹی رجسٹریشن کے لئے بنیادی دستاویز میمورنڈم آف ایسوسی ایشن اور اِس کے ضمنی اصول وضوابط ہوتے ہیں۔

میمورنڈم آف ایسوسی ایشن: اس کو ایم او اے (MOA) فارم بھی کہا جاتا ہے، اس فارم میں سوسائٹی کا نام، سوسائٹی بنانے کا مقصد، سوسائٹی کی پراپرٹی، اثاثے ممبران سوسائٹی کے پیشے ذِکر کیے جاتے ہیں۔

ضمنی اصول وضابطے : کسی بھی سوسائٹی کے بقاء کے لئے راہ نما خطوط ہوتے ہیں، جو سوسائٹی کے اندرونی معاملات کو حل کرنے میں مددگار ہوتے ہیں، یہ اصول کسی بھی سوسائٹی کے مختلف ہوسکتے ہیں اسلئے درج ذیل انداز پر رجسٹریشن سے پہلے سوسائٹی کے اصول وضابطوں کو طے کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر

(۱) سوسائٹی کا نام اور پتہ (ممنوعہ اور پیشگی رجسٹرڈ ناموں کی اجازت نہیں ہوگی) (۲) سوسائٹی کی سرگرمیوں سے متعلق معلومات۔ (۳) سوسائٹی ممبر شپ کی تفصیلات (ممبران کی تقرری وبرطرفی کی اہلیت ونااہلیت کا معیار)۔ (۴) اجلاس منعقد کرنے کے طریقے۔ (۵) ممبران کی ذمہ داریوں کی تفصیلات۔ (۶) مالیات سے متعلق اعداد وشمار (جمع کئے جانے والے فنڈ کی اقسام اور قرضوں کی ادائیگی کے لیے اراکین کی ذمہ داری)۔ (۷) اندرونی معاملات حل کرنے کے طریقے (باہمی تنازعات/ سوسائٹی کی تحلیل)۔

سوسائٹی رجسٹریشن کے لیے حسب ذیل کا غذات کی ضرورت ہوتی ہے: (۱) میمورنڈم، (MOA) اور ضمنی قوانین کی شکل میں درخواست فارم (۲) ضمنی قوانین اور سوسائٹی کے اہم مقاصد اور خود کی دستخط کردہ کا پیاں (۳) مجلس عاملہ کے ارکان کی تفصیلات (نام، پتہ اور پیشہ) (۴) عہدیداروں کے ایڈریس اور شناختی ثبوتوں کی ذاتی دستخط شدہ کاپیاں (۵) سوسائٹی کے ارکان کا نام، والد کا نام، پیشہ اور پتہ۔ (۶) پبلک نوٹری سے تصدیق شدہ تصور پر کے ساتھ عہدیداروں کے حلف نامے، (عہدیداران، صدر، سیکرٹری، نائب صدر اور خزانچی ہیں)۔ (۷) میونسپل کارپوریشن کے مقامی ممبر/ بلدیاتی ادارے/ سرپنچ کا این اوسی، مذکورہ تینوں قسم کے کاغذات (میمورنڈم آف ایسوسی ایشن، ضمنی اصول وضابطے، ضروری کاغذات) ایک حلف نامہ کے ساتھ رجسٹرار آفس میں جمع کرائیں، رجسٹرار اور متعلقہ اتھارٹی، سوسائٹی رجسٹریشن کی درخواست پر کارروائی کرے گی اور کامیاب تصدیق کے بعد، رجسٹرار کی جانب سے ۳۰؍دن کے اندر، رجسٹریشن نمبر کے ساتھ دستاویزات جاری کردی جائیں گی۔ جس کے بعد سوسائٹی کو قانونی حیثیت حاصل ہوجائے گی۔

کون سا رجسٹریشن بہتر ہے۔ٹرسٹ یا سوسائٹی ؟: فیصلہ کرنے سے پہلے دونوں کے درمیان امتیاز اور فرق کو جان لینا ضروری ہے تاکہ بسہولت سوسائٹی اور ٹرسٹ رجسٹریشن میں بہتر فیصلہ کیا جاسکے، سوسائٹی کا رجسٹریشن ضلع کے رجسٹرار آفس سے، ٹرسٹ کا رجسٹریشن ضلع کے رجسٹرار اور تحصیل کے سب رجسٹرار، دونوں سے ہوسکتا ہے۔

اغراض ومقاصد: سوسائٹی میں بیان کردہ مقاصد مخصوص ہونے چاہئے، ٹرسٹ کے مقاصد عمومی ہوسکتے ہیں، **آئین کی دستاویز**: سوسائٹی کے لئے میمورنڈم آف ایسوسی ایشن (MOA) اور ضمنی قواعد وضوابط۔ ٹرسٹ کے لیے ٹرسٹ ڈیڈ ہے، **تعداد ممبران** : سوسائٹی کے لئے کم ازکم 7 اراکین کی ضرورت ہے۔ ٹرسٹ کے لئے، ٹرسٹی سے الگ، کم ازکم 2 ممبران کی ضرورت ہے۔

رجسٹریشن کی مدت: سوسائٹی میں ایک ماہ سے دو ماہ کا وقت لگ سکتا ہے، جب کہ ٹرسٹ میں صرف دو سے سات دن کا۔ **سوسائٹی کے اختیارات** : سوسائٹی کے فیصلے ووٹ کے ذریعے ہوتے ہیں جس میں کثرتِ آراء کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ذاتی ٹرسٹ میں ایک آدمی کا کنٹرول غالب رہتا ہے، اور رفاہی ٹرسٹ میں بھی کثرت آرا کو ترجیح دی جاتی ہے، **ترمیمات**: سوسائٹی میں تبدیلی نسبتاً زیادہ پیچیدہ ہے۔ یہاں ضمنی قواعد وضوابط اور میمورنڈم آف ایسوسی ایشن (MOA)، دونو کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹرسٹ میں، ایک ضمنی ٹرسٹ ڈیڈ/ مینٹ بک (میٹنگ رجسٹر) کے ذریعہ تبدیلی آسانی سے ہوسکتی ہے۔

، **خاندان کے افراد**: سوسائٹی میں ایک خاندان (Blood Releation) کے دو ممبر نہیں بن سکتے۔ ٹرسٹ میں، ایک خاندان کے کئی ممبر بھی ہوسکتے ہیں، مگر وہ ذاتی ٹرسٹ شمار کیا جائیگا، **تحلیل / اختتام**: اگر 3 / 5 ممبران چاہیں تو سوسائٹی کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ ٹرسٹ عام طور پر دائمی ہوتا ہے، اسے ختم نہیں کیا جاسکتا، **دائرہ کار** : سوسائٹی میں ملکی سطح پر کام کرنے کے لئے کم ازکم ۸؍صوبوں سے الگ الگ ۸؍ممبران کا رجسٹریشن ہونا چاہئے۔

نام کی منظوری : سوسائٹی نام کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا این جی او، رجسٹرار کے مخصوص دائرہ اختیار میں، مطلوبہ نام کے ساتھ شامل نہیں ہے، تو یہ مجوزہ نام کی منظوری ممکن ہے، اور اگر کوئی دوسری سوسائٹی (این جی او) اس رجسٹرار میں، اُسی نام کے ساتھ پیشگی موجود ہے، تو آپ کے نام کی منظوری نہیں دی جاسکتی۔ ٹرسٹ کے نام کا ضابطہ یہ ہے اگر آپکا مجوزہ نام کسی ممنوعہ دائرے میں نہیں ہے تو مطلوبہ نام کو منظوری دی جاسکتی ہے۔

رکنیت/نظامت کی منتقلی: سوسائٹی کے ایکٹ کے مطابق سوسائٹی کی رکنیت کے قابل نہیں ہے۔

ٹرسٹ کے لیے انڈین ٹرسٹ ایکٹ میں رکنیت کو بطور این جی اور منتقل کرنے کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔

حالیہ اسمبلی انتخابات کے نتائج

پروفیسر عتیق احمد فاروقی

گجرات اور ہماچل پردیش اور ساتھ ہی دہلی کے میونسپل کارپوریشن کے انتخابات کے نتیجے نے سبھی پارٹیوں کو کچھ نہ کچھ خوشی فراہم کی ہے لیکن تینوں جماعتوں بی جے پی، کانگریس اور عآپ کو احتساب کرنے کی ضرورت ہے۔ بی جے پی کی یہ گجرات میں مسلسل ساتویں فتح ہے اور پارٹی نے اپنے گزشتہ نشستوں کا ریکارڈ بھی توڑا ہے۔ اب آج گجرات میں بی جے پی کی حیثیت اسی طرح کی ایک نمایاں پارٹی کی ہے جیسے مغربی بنگال میں بایاں محاذ کے 34 سال کی مدت کار میں تھی جب اس نے ایک کرشمائی قائد کی قیادت میں بے مثال تنظیمی ڈھانچہ وضع کیا تھا۔ وزیر اعظم نریندر مودی کا اپنی آبائی ریاست سے ربط زبردست ہے۔ وہ انتخابات کی تشہیر اس انداز میں کرتے ہیں جیسے وہ خود کسی اسمبلی سیٹ کا ٹکٹ حاصل کر کے انتخاب لڑ رہے ہیں۔ پارٹی کو اس بات پر فخر ہوگا کہ اس میں یکے بعد دیگرے انتخابی فتوحات میں اپنی جامع قوت کو صحیح سمت دینے کی صلاحیت ہے اور وزیر اعظم مودی کے اثر کا استعمال کر کے پارٹی کے داخلی اختلافات اور حکمرانی کی کمیوں پر غالب ہونے کی قابلیت ہے۔ اب اس کے پاس ملک کے بڑے حصے میں مودی کے اثر اور کرشمہ کی بدولت ایک مستحکم ووٹ بینک ہے، یہاں تک کہ ان علاقوں میں بھی جہاں وہ برسر اقتدار نہیں ہے۔ ان سب کے باوجود متعدد اسباب ہیں جو پارٹی کیلئے مستقبل کے انتخابات میں پریشانی پیدا کر سکتے ہیں۔ ہماچل پردیش کا انتخاب ان کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ 2017ء میں وہاں بی جے پی نے 49 فیصد ووٹ حاصل کئے تھے اور 2019ء کے عام انتخابات میں 62 فیصد ووٹ اور اس لحاظ سے بی جے پی کو اس بار ہماچل پردیش میں الیکشن جیتنا چاہیے تھا۔ اگرچہ ہماچل پردیش میں باری باری پارٹی کی تبدیلی کی روایت رہی ہے لیکن موجودہ حالات میں خصوصاً جب پڑوس کے اتراکھنڈ میں ابھی پارٹی کو کامیابی ملی ہے، اس پارٹی کو انتخاب جیتنا چاہیے تھا، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایسے انتخابات میں جہاں مقامی مدعوں پر تشہیر ہوتی ہے کسی شخصیت کا کرشمہ کام نہیں آتا ہے۔ ایک سروے کے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ جن ریاستوں میں بی جے پی نے فتح کا پرچم لہرایا ہے جیسے یوپی اور یہاں تک کہ گجرات میں بھی وہاں 18 سال سے 34 سال کے درمیان کے نوجوانوں کے اس پارٹی کو ووٹ دینے کی توقع ماضی کے مقابلے بہت کم ہے کیونکہ ان کی سوچ کا دائرہ ہندو مسلم سیاست سے اوپر ہے۔ ان کی فکر اقتصادی پریشانیاں ہیں خصوصاً بیروزگاری، مہنگائی اور تعلیم وصحت کا بنیادی ڈھانچہ۔ اس طرح بی جے پی ملکی سطح پر تو طاقتور رہ سکتی ہے لیکن ریاستی سطح پر اسے مختلف مقامی پارٹیوں سے مختلف مدعوں پر مقابلے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان ریاستوں کو چھوڑ کر جہاں پارٹی کی جڑیں مضبوط ہیں باقی ریاستوں میں اسے بہت کوشش کرنی پڑے گی۔

ہماچل پردیش میں کانگریس گجرات کے مقابلے فعال دکھی۔ اس ریاست میں پرینکا گاندھی نے خاصی محنت کی۔ کانگریس نے وہاں پر عوام کے مسئلوں اور پریشانیوں کو سمجھا اور ایک حکمت عملی تیار کی۔ اپنے منشور میں، چاہے وہ پرانی پینشن کا مسئلہ ہو، سیب کی کھیتی کا مسئلہ ہو، فوج میں اگنی ویروں کی تقرری کا مسئلہ ہو، بیروزگاری اور مہنگائی کا مسئلہ ہو، سبھی کو شامل کیا اور ایک منصوبہ پیش کر کے انہیں حل کرنے کا وعدہ کیا جس کے نتیجے میں یہاں پر اسے کامیابی ملی۔ میرا خیال ہے اگر سونیا گاندھی اور راہل گاندھی وہاں پر وہ دلچسپی دکھاتے جو گجرات میں نریندر مودی اور امت شاہ نے دکھائی ہے تو نتیجہ اور بہتر ہوتا۔ جہاں تک گجرات کے انتخابات کا سوال ہے اگرچہ 27 سال سے وہاں کانگریس برسر اقتدار نہیں ہے پھر بھی کانگریس کے روایتی ووٹ جو ہاردک پٹیل اور الپیش کے پارٹی چھوڑنے کی وجہ سے بی جے پی کی طرف منتقل ہو گئے، اسے مل سکتے تھے۔ سونیا گاندھی کو ان لیڈران کی شکایتوں کو سن کر اس کا ازالہ کرنا چاہیے تھا۔ علاوہ ازیں ایسا محسوس ہوا کہ کانگریس نے 2017ء کے انتخابات کے بعد گجرات کی کانگریس قیادت کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ 2017ء میں کانگریس نے 77 نشستوں پر کامیابی حاصل کی، لیکن اس نے ایک مؤثر حزب مخالف کا کردار نہیں نبھایا۔ وہاں پر مبینہ لیڈران کے پارٹی چھوڑنے اور ریاستی سطح کی قیادت میں متعدد تبدیلی سے عوام میں کانگریس کے تئیں مایوسی پیدا ہوگئی اور وہاں کے رائے دہندگان تذبذب کا شکار ہو گئے۔ نتیجے کے طور پر وہاں کانگریس کی سیٹیں اور ووٹ شیئر انتہائی حد تک گھٹ گیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ کانگریس نے وہاں الیکشن لڑا ہی نہیں تو غلط نہ ہوگا۔ راہل گاندھی کی 'بھارت جوڑو یاترا' سے وہاں کانگریس کو کچھ قوت ضرور ملی ہوگی لیکن یہ گجرات جیسی ریاست میں جہاں مودی کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے پارٹی کی تجدید کیلئے خصوصاً انتخابی مقصد سے کافی نہیں تھا۔ پارلیمانی انتخابات سے قبل 2023ء میں آٹھ ریاستوں میں انتخابات ہونے ہیں۔ کانگریس کو چاہیے کہ گزشتہ الیکشن نتائج سے سبق لے کر ایک فوری حکمت عملی تیار کرے۔ مثلاً پارٹی کے کرناٹک میں دوبارہ برسر اقتدار ہونے کے امکان ہیں اور چھتیس گڑھ میں بھی پھر اس کی حکومت بن سکتی ہے۔ راجستھان اور مدھیہ پردیش میں بھی اس کے برسر اقتدار ہونے کے امکان ہیں۔ ان تمام ریاستوں میں کانگریس کو اپنا تنظیمی ڈھانچہ مضبوط کرنا چاہیے۔ ان ریاستوں میں کانگریس کو اپنی جڑیں اتنی مضبوط کر لینی چاہئیں کہ وہاں عآپ جیسی تیسری پارٹی کا داخلہ ممکن نہ ہو سکے۔

جہاں تک عآپ کا سوال ہے دہلی میونسپل کارپوریشن کا انتخاب جیت کر اور گجرات میں اپنی موجودگی درج کرا کر اس نے ایک قومی پارٹی کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ مستقبل میں گجرات میں اس کی کامیابی اس بات پر منحصر کرتی ہے کہ وہاں وہ اپنا تنظیمی ڈھانچہ کتنا بہتر بناتی ہے، یہ ریاستی اکائیوں کو کتنی خودمختاری دیتی ہے اور کتنی تیزی سے وہ ایک فکریاتی پلیٹ فارم وضع کرتی ہے جو اُسے دیگر دو قومی کھلاڑیوں سے علاحدہ کرتی ہے۔ عآپ کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جن ریاستوں میں رائے دہندگان کے پاس قابل اعتماد متبادل موجود ہے، وہاں اس کی دال نہیں گلے گی۔ اُسے ریاستوں میں قابل اور بھلے لیڈران چن کر انہیں بااختیار بنانا پڑے گا۔ بہت زیادہ شخصیت پرستی پارٹی کیلئے نقصاندہ ثابت ہو سکتی ہے۔ نریندر مودی کی مقبولیت کا سبب، چاہے گجرات میں ہو، چاہے پورے ملک میں ہو، ان کا ہندوتوا وادی چہرہ ہے۔ گجرات میں بلقیس بانو کے گناہ گاروں کی رہائی مرکزی حکومت کی سفارش پر ہوئی تھی، تاکہ ان کی ہندوتوا کے چہرے کی چمک باقی رہے، لیکن یہ ماننا غلط ہے کہ اس بنیاد پر وہ ہر حالت میں عوام کے ہیرو بنے رہیں گے۔ انتخابات کے نتیجوں نے تینوں پارٹیوں کو خوشی منانے کا موقع ضرور فراہم کیا ہے، لیکن جو پارٹی ان نتائج سے سبق سیکھ کر اپنے اندر اصلاح کرے گی وہی 2023ء و 2024ء میں اور اس کے آگے بھی کامیاااااااااابی حاصل کر سکے گی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۷/۱۱۳۲۱/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سپول)

نجمہ خاتون بنت عبدالجبار مرحوم مقام رام پور، ڈاکخانہ کوشیشوراستھان، ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

محمد زبیر ولدیت نامعلوم۔ پٹنہ نامعلوم۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ میں عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰ر جمادی الاخریٰ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۴ر جنوری ۲۰۲۳ء بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۳/۸۹۸/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بہار شریف نالندہ)

شبانہ خاتون بنت محمد فرقان انصاری مقام میواٹولہ ڈاکخانہ سوہ سرائے، ضلع نالندہ۔ فریق اول

بنام

محمد صدام علی ولد واجد علی مرحوم مقام محلہ بڑی خاص گنج، ڈاکخانہ سوہ سرائے، ضلع نالندہ، بہار۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بہار شریف ضلع نالندہ میں عرصہ چار سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۶ر جنوری ۲۰۲۳ء مطابق ۲۲ر جمادی الاخری ۱۴۴۴ھ بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

بقیہ : ہندوستان میں انسانی حقوق کی پامالی .... جب کہ چینی حکام حکومتوں کی تنقید سے بچنے کے لیے معاشی طاقت بروئے کار لاتے ہیں۔ اس حملے جو انسانی حقوق پر عشروں کی محنت اور ہمارے مستقبل کے لیے خطرہ ہے، کی مزاحمت ضروری ہے۔ جموں وکشمیر میں اقدامات سے پہلے، حکومت نے صوبے میں اضافی دستے تعینات کیے، انٹرنیٹ اور فون سروس بند کی، اور ہزاروں کشمیریوں کو بیجا طور پر حراست میں لے لیا جن میں سیاسی رہنماء، کارکن، صحافی، وکیل، اور ممکنہ مظاہرین اور بچے شامل تھے۔ مظاہروں کو روکنے کے لیے سینکڑوں لوگوں کو بغیر الزام کے قید میں رکھا گیا یا گھروں میں نظر بند کیا گیا۔ حکومت مذہبی اقلیتوں اور دیگر غیر محفوظ طبقوں پر بلوائی حملے جو اکثر بی جے پی کے حامیوں نے کیے، رکوانے کے لیے عدالت عظمیٰ کی ہدایات کے مؤثر اطلاق میں ناکام رہی ہے۔ مئی 2015 سے اب تک، انتہا پسند ہندو گروہ گوشت کے حصول کے لیے گائے کی تجارت یا اسے ذبح کرنے کی افواہوں پر کان دھرتے ہوئے 50 لوگوں کو قتل اور 250 سے زائد کو زخمی کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ، مسلمانوں کو مارا پیٹا گیا اور ہندوآنہ نعرے لگانے پر مجبور کیا گیا۔ پولیس جرائم کی باقاعدہ تحقیقات کرنے میں ناکام رہی، تحقیقات روک دیں، قواعد وضوابط نظر انداز کیے، اور گواہوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے اُن کے خلاف فوجداری مقدمے درج کیے۔

امریکہ نے بین الاقوامی یوم انسانی حقوق کے موقع پر چین، میانمار، شمالی کوریا اور بنگلہ دیش کے درجنوں افراد اور ان ممالک سے تعلق رکھنے والے اداروں پر بھی وسیع پیمانے پر انسانی حقوق کی پامالیوں سے متعلق پابندیاں عائد کی ہیں لیکن کیا امریکہ یہ قدم نشان زد قدم نہیں ہے۔ یوروپ ہو یا امریکہ، مغربی ممالک ہوں یا دیگر ممالک کسی کو بھی حقیقی معنوں میں انسانی حقوق سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ بازار پر مبنی ممالک کو اس فہرست میں ڈالنے سے سو بار سوچتے ہیں۔ مذہبی پابندی، اپنی مرضی سے کھانے پینے کی پابندی، مذہب اختیار کرنے کی پابندی، رہن سہن کی پابندی وغیرہ جہاں موجود ہو وہاں اس ملک کو جمہوری ملک اور انسانی حقوق کا علمبردار ملک کیسے کہا جا سکتا ہے۔ دنیا دراصل پوری طرح سرمایہ پر مبنی ہوگئی ہے اسے انسانی حقوق سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ انہیں عیسائی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پر تو ظلم دکھائی دیتا ہے لیکن مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اسے نظر نہیں آتا۔

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

قانون کا غلط استعمال ہرگز نہیں ہونا چاہئے: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ قانون کا استعمال ملزمین کو پریشان کرنے کے لئے ایک اوزار کی شکل میں نہیں کیا جانا چاہئے اور عدالتوں کو ہمیشہ یہ یقینی بنانا چاہئے کہ انتقامی معاملے اس کی پاک فطرت کو تباہ نہ کریں۔ عدالت عظمیٰ نے دو لوگوں کے خلاف چنئی کی ایک عدالت میں زیر التوا مجرمانہ مقدمہ کو خارج کرتے ہوئے کہا کہ قانون بے قصور لوگوں کو ڈرانے کے لئے تلوار کی طرح استعمال کئے جانے کے بجائے بے قصور لوگوں کے تحفظ کے لئے ڈھال کے طور وجود میں آیا ہے۔ جسٹس کرشن مراری اور جسٹس ایس رویندر بھٹ کی بنچ نے مدراس ہائی کورٹ کے گزشتہ سال اگست کے فیصلے کے خلاف داخل ایک اپیل پر سماعت کرتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا جس میں ڈرگس اینڈ کاسمیٹک ایکٹ 1940 کے ضابطے کی مبینہ خلاف ورزی سے متعلق ایک مجرمانہ شکایت رد کرنے کی عرضی ٹھکرا دی گئی تھی۔ عدالت عظمیٰ نے کہا کہ ابتدائی جانچ اور شکایت درج کرنے کے درمیان 4 سال سے زائد کا فرق تھا اور مطلوبہ وقت گزر جانے کے بعد بھی شکایت میں کئے گئے دعوؤں کو ثابت کرنے کے لئے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حالانکہ بہت تاخیر مجرمانہ شکایت رد کرنے کے لئے اپنے آپ میں ایک بنیاد نہیں ہوسکتی ہے لیکن اس طرح کی تاخیر کے لئے غیر واضح سبب سے اسے رد کرنے کی بنیاد کے طور پر ایک اہم وجہ تسلیم کی جانی چاہئے۔ بنچ نے 16 دسمبر کو دیئے گئے اپنے فیصلے میں کہا کہ ایک بار پھر ہم کہہ رہے ہیں کہ شکایت درج کرنے اور مجرمانہ کارروائی شروع کرنے کا مقصد صرف عدالت کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہونا چاہئے اور قانون کا استعمال ملزمین کو پریشان کرنے کے لئے ایک اسلحہ کے طور پر ہرگز نہیں کیا جانا چاہئے۔ (ایجنسی)

نتیش کمار نے بی جے پی کو آئینہ دکھایا

چھپرہ میں درجنوں افراد کی پُر اسرار موت اور زہریلی شراب سانحہ کو لے کر مسلسل بہار قانون سازیہ کے دونوں ایوانوں میں حزب مخالف بی جے پی کے ذریعہ ہنگامہ کئے جانے اور اجلاس کی کارروائی بُری طرح متاثر کردیئے جانے پر وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے سخت نوٹس لیا ہے اور بی جے پی کو آئینہ دکھا دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ کے غیر جانبدارانہ اور منصفانہ رویہ کی وجہ سے بی جے پی بیک فٹ پر چلی گئی اور 2016 میں مکمل شراب بندی کے نفاذ کے وقت ایوان میں کھائی گئی اپنی قسم یاد آگئی۔ بی جے پی شراب بندی قانون کا مطالعہ کرنے پر مجبور ہوگئی جس نے اپنے مطالبے میں ترمیم کرلی۔ اسی دوران برسر اقتدار عظیم اتحاد میں شامل 16 اراکین اسمبلی والی تینوں کمیونسٹ پارٹیوں کے رہنماؤں میں محبوب عالم، اجئے کمار اور ستیہ کمار کی مشترکہ قیادت میں اسمبلی عمارت میں واقع سی ایم چیمبر میں وزیر اعلیٰ نتیش کمار سے ملاقات کی اور متاثرین کی راحت و بازآبادکاری کی گزارش کی۔ (پریس رپورٹ)

نومولود بچہ کے ساتھ اسمبلی پہنچی خاتون رکن

مہاراشٹر اسمبلی کے سرمائی اجلاس کے دوران دیولالی سے این سی پی کی خاتون رکن اسمبلی اپنے نوزائیدہ بچے کے ہمراہ اجلاس میں شرکت کے لئے پہونچی، جو ہر کسی کی توجہ کا مرکز بن گئی۔ ریاست کے ناسک شہر کے دیولالی نامی مقام کی رکن اسمبلی سروج بابولال آہیرے نے تین ماہ قبل ایک بچے کو جنم دیا تھا تب وہ ایک شال میں لپٹے اپنے شیر خوار کو لے کر اسمبلی احاطے میں پہونچی تو فوٹوگرافروں اور ٹی وی چینل کے نمائندوں نے انہیں گھیر لیا اپنے ڈاکٹر شوہر اور دیگر اہل خانہ کے ہمراہ بذریعہ کار نئے ہائی وے کا استعمال کر کے ناگپور پہونچی۔ رکن اسمبلی نے کہا کہ پورے اجلاس کے دوران ان کا بچہ ان کے ساتھ رہے گا لیکن اسمبلی میں ایسی کوئی سہولت نہیں یا کوئی علیحدہ کمرہ نہیں ہے جہاں وہ اپنے بچے کو دودھ پلا سکے نیز اس سلسلے میں وہ حکومت کی توجہ مبذول کرے گی۔ (یو ین آئی)

دہلی خواتین کمیشن نے کم عمری کی شادی پر پولیس کو نوٹس جاری کیا

دہلی کمیشن برائے خواتین (DCW) نے 15 سالہ مسلم لڑکی کو کم عمری کی شادی اور ہراساں کرنے کے معاملے میں دہلی پولیس کو نوٹس جاری کیا ہے۔ لڑکی نے کمیشن کے سامنے شکایت درج کرائی ہے جس میں اس نے بتایا ہے کہ اس کی شادی فروری 2022 میں 15 سال کی عمر میں اتر پردیش کے بدایون میں ہوئی تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ حاملہ ہوگئی اور اس کے سسرال والوں نے اسقاط حمل کروانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ لڑکی نے الزام لگایا ہے کہ اس کا شوہر اور سسرال والے اکثر اس کو مار پیٹ کرتے تھے۔ اس نے بتایا کہ شوہر نے اسے گرم کرل، بجلی کے تار اور سکریوڈرایور سے بھی مارا۔ اس نے کہا ہے کہ اس کے شوہر نے اسے سسرال کے گھر سے نکال دیا اور اس کے بعد وہ دہلی میں اپنے والدین کے گھر آگئی جہاں وہ اس وقت رہ رہی ہے اس سلسلے میں دہلی کمیشن برائے خواتین کی چیئرپرسن نے دہلی پولیس کو نوٹس جاری کیا ہے۔ کمیشن نے کیس میں کی گئی ایف آئی آر کی کاپی کے ساتھ گرفتاریوں کی تفصیلات طلب کی ہیں۔ (ایجنسی)

طب وصحت

جوڑوں کے درد میں کیا کیا جائے

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جوڑوں کا درد چالیس سال کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن یہ مرض عین نوجوانی میں بھی ہوسکتا ہے۔ جوڑوں کے درد میں کمی لانا یا محفوظ رہنا اتنا بھی مشکل کام نہیں۔ درحقیقت کچھ غذائیں، ورزشیں اور گھریلو اشیاء جوڑوں کے درد میں قدرتی طریقے سے نمایاں کمی لاسکتی ہیں۔

ادرک کی چائے

متعدد طبی تحقیقی رپورٹس میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ادرک سے جوڑوں کے درد میں آرام ملتا ہے۔ ادرک سکھا کر پیس کر سفوف کی شکل میں استعمال کریں یا اس کے باریک ٹکڑے کر کے اسے چائے کے لیے ابالے جانے والے پانی میں پندرہ منٹ تک ڈبو کر رکھیں۔ ادرک کا مستقل استعمال جوڑوں کے درد میں کمی لانے میں مفید ہے۔

سوجن کی روک تھام کرنے والی غذاؤں کا استعمال جوڑوں میں مبتلا افراد کو فاسٹ، جنک اور تلی ہوئی غذاؤں کو ترک کردینا چاہیے۔ ایک سوئیڈش تحقیق کے مطابق جن لوگوں نے مچھلی، تازہ پھلوں وسبزیوں، گندم یا دیگر اجناس، زیتون کے تیل، نٹس، ادرک لہسن وغیرہ پر مشتمل خوراک کو غذا کا مستقل حصہ بنالیا، انہیں جوڑوں کی سوجن کا کم سامنا ہوا اور ان کی جسمانی صحت میں کافی حد تک بہتری آئی۔

ایک کورین تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ جوڑوں کے درد میں مبتلا افراد کی تکلیف میں اس وقت کمی آگئی جب انہیں مختلف اقسام کے مسالوں کی خوشبو سونگھائی گئی۔ ان میں کالی مرچ، گرم مسالہ اور دیگر شامل تھے۔

ہاتھوں کے جوڑوں میں تکلیف کم کرنے کے لیے ہاتھ نیم گرم پانی میں کچھ دیر کے لیے ڈبو دیں تاکہ پٹھوں اور جوڑوں کو سکون ملے اور ان کی اکڑن کم ہو۔

جوڑوں کو گرم ٹھنڈے کا ٹریٹمنٹ دینا

اس ٹریٹمنٹ کے لیے دو پلاسٹک کی بالٹیوں کی ضرورت ہوگی، ایک میں ٹھنڈا پانی اور کچھ آئسکیوبس بھر دیں جبکہ دوسرے میں ایسا گرم پانی ہو جس کا درجہ حرارت قابل برداشت ہو۔ پہلے تکلیف دہ جوڑوں کو ٹھنڈے پانی والی بالٹی میں ایک منٹ کے لیے ڈبو دیں اور اس کے بعد تیس سیکنڈ تک گرم پانی والی بالٹی میں متاثرہ جگہ کو ڈبوئیں۔ اسی طرح بالٹیوں کو پندرہ منٹ تک بدلتے رہیں، مگر ہر بالٹی میں تیس سیکنڈ تک ہی متاثرہ جگہ کو ڈبوئیں تاہم آخر میں اس کا اختتام ایک منٹ تک ٹھنڈے پانی والی بالٹی میں تکلیف میں مبتلا جگہ کو ڈبو کر کیا جائے۔ یہ عمل معالج کے مشورے اور نگرانی میں کیا جائے۔

سبز چائے کا استعمال

امریکا کی ایک یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق روزانہ سبز چائے کے استعمال سے جسم میں ایسے کیمیکلز کی مقدار بڑھ جاتی ہے جو جوڑوں کے درد میں مبتلا ہونے کا امکان کم کردیتے ہیں۔ ایک اور تحقیق کے مطابق سبز چائے میں موجود پولی فینول نامی اینٹی آکسائیڈنٹس سوجن میں کمی لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں جس سے پٹھوں میں آنے والی توڑ پھوڑ اور درد میں نمایاں کمی آتی ہے۔

ہلدی مفید ہے

یہ زرد مسالہ اپنے اندر درد کش خوبیاں رکھتا ہے۔ متعدد طبی تحقیقی رپورٹس کے مطابق ہلدی کا استعمال جوڑوں کے مریضوں کی تکلیف اور سوجن میں کمی لاتا ہے۔ ایک تحقیق میں گھٹنوں کے جوڑوں کے درد میں مبتلا مریضوں کو روزانہ دو گرام یا ایک چائے کا چمچ ہلدی استعمال کرائی گئی جس کے نتیجے میں ان کی تکلیف میں کمی آئی۔ ہلدی کا سفوف آدھا چائے کا چمچ چاول یا سبزیوں پر روزانہ چھڑک دیں یا ایسے ہی پانی کے ساتھ نگل لیں۔

وٹامن سی نہ صرف کولیگن (Collagen) نامی جز کی مقدار بڑھاتا ہے جو جوڑوں کا ایک اہم عنصر ہے بلکہ یہ جسم کے اندر موجود ایسے نقصان دہ اجزائ کا بھی صفایا کرتا ہے جو جوڑوں کے لیے مضر ہوتے ہیں۔

ایک تحقیق کے مطابق جو لوگ روزانہ وٹامن سی لیتے ہیں ان میں جوڑوں کے درد میں شدت آنے کا خطرہ نمایاں حد تک کم ہوجاتا ہے۔ دن بھر وٹامن سی سے بھرپور اشیائ کا استعمال کریں کیونکہ ہمارا جسم اس وٹامن کا ذخیرہ نہیں کرتا بلکہ دوران خون کے ذریعے مطلوبہ مقامات پر پہنچا کر کچھ دیر بعد خارج کردیتا ہے۔

خوراک میں لونگ کو شامل کریں

لونگ میں سوجن پر قابو پانے والا کیمیکل یوجینول (Eugenol) موجود ہوتا ہے۔ لونگ میں ایسے اینٹی آکسائیڈنٹس موجود ہوتے ہیں جو ہڈیوں کو کمزور ہونے کا عمل سست کردیتے ہیں۔

اومیگا تھری فیٹی ایسڈز تکلیف دہ جوڑ کو راحت پہنچانے کے لیے مفید ہوتے ہیں۔ ٹھنڈے پانیوں کی مچھلیوں میں اس کیمیکل کی بہت زیادہ مقدار ہوتی ہے۔ اس کیمیکل کے سپلیمنٹ بھی دستیاب ہیں جو ڈاکٹروں کے مشورے سے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ ایسے آئل میں کھانا بنانے کو ترجیح دیں جن میں اومیگا تھری فیٹی ایسڈز موجود ہوتے ہیں۔

ادرک کا مرہم بنانا

پسی ہوئی ادرک کو تکلیف والے جوڑ پر لگانا جوڑوں کے درد میں مفید بتایا جاتا ہے۔ ادرک کا مرہم بنانے کے لیے تازہ ادرک کے تین انچ کے ٹکڑے کو پیس لیں جس میں کچھ مقدار میں زیتون کا تیل شامل کر کے اسے پیسٹ کی شکل دے دیں اور پھر تکلیف دہ جوڑ پر لگائیں۔ اس کے بعد اس جگہ کو کسی پٹی سے دس سے پندرہ منٹ تک ڈھکا رہنے دیں۔

ننگے پاؤں چہل قدمی

سبز گھاس پر ننگے پاؤں چہل قدمی سے گھٹنوں کے درد میں کمی ہوتی ہے۔ ایک امریکی تحقیق کے مطابق کھلی فضاء میں کچھ دیر تک ننگے پاؤں گھومنا تکلیف میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ مگر اس کے لئے ایڑیوں کو اوپر اٹھا کر یا پنجوں کے بل پر چلنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ اس سے جوڑوں پر دباؤ مزید بڑھ جاتا ہے۔

مصالحے دار غذا کا استعمال

لال مرچ، ادرک اور ہلدی میں سوجن میں کمی لانے والے اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ یہ اجزا دایسے دماغی سگنلز کو بھی ہلک کرتے ہیں جو درد کی لہریں ٹرانسمٹ کرتے ہیں۔

Volume:62/72,Issue:49 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

To

نیرنگیٔ سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے
(محسن بھوپالی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

ہندوستان میں انسانی حقوق کی پامالی

عابد انور

انسانیت کو دنیا میں سب سے اہم درجہ حاصل ہے۔ کسی بھی شخص کی اچھائی کی مثال اس کی انسانیت سے دی جاتی ہے۔ اسی لئے کسی کا بھی قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے۔ پوری دنیا میں اسی ملک کو مہذب ملک کا درجہ حاصل ہے جہاں انسانیت کا احترام کیا جاتا ہے۔ کسی بھی ملک کے رہن سہن، لوگوں کی آمدنی، آرام و آسائش، سہولت سے زیادہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہاں انسانی حقوق کا کتنا خیال رکھا جاتا ہے۔ اسی حساب سے انسانی حقوق کے علمبردار ممالک کی درجہ بندی بھی ہوتی ہے۔ ہندوستان کی رینکنگ 162 ممالک میں 111 ہے۔ یہ انسانیت کے لحاظ سے تشویشناک رینکنگ ہے۔ پڑوسی اور غریب ترین ممالک سے بھی کم ہے۔ یہ نیپال 92، سری لنکا 94، بھوٹان 108 سے نیچے ہے۔ جب کہ بنگلہ دیش 139، چین 129 سے بہتر ہے۔ انسانی حقوق کے معاملے میں سرفہرست دس ممالک میں نیوزی لینڈ، سوئٹزرلینڈ، ہانگ کانگ، ڈنمارک، آسٹریلیا، کناڈا، آئرلینڈ، اسٹونیا، جرمنی ہیں، جبکہ جاپان، 11 برطانیہ امریکہ مشترکہ طور پر 17 واں مقام پر ہیں۔ ابھی حال ہی میں نقص تغذیہ اور بھکمری کے معاملے میں ہندوستان 116 ممالک میں 101 واں مقام پر ہے۔ ہندوستان کی یہ رینکنگ پڑوسی ممالک سے کمترین مقام پر ہے۔ ہندوستان میں انسانی حقوق کی بات کریں تو یہاں انسانی حقوق کی پامالی بڑے پیمانے پر حکومت اور حکمراں پارٹی کی سرپرستی میں کی جارہی ہے۔ غریب، پسماندہ، دلت، مسلمان اور کمزور طبقات کے حقوق روندے جاتے ہیں۔ جہاں دلتوں کو مندر میں جانے کی اجازت نہیں ہے، وہیں مسلمانوں کو کھلے میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ گڑگاؤں میں کئی ماہ جاری یہ معاملہ ایک روشن مثال ہے اور جمہوری حکومت کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ ہے۔ جہاں کا وزیر اعلی ہی کہہ دے کھلے میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ جبکہ اسی حکومت نے مسلمانوں کی ہزاروں ایکڑ وقف زمین پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ اسی مسلمان کو نماز پڑھنے اور اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے کے لئے جگہ نہیں مل رہی ہے۔ سیکولر ہندوستانی حکومت کا یہ حقیقی چہرہ ہے۔ حکومت کسی کی بھی ہو لیکن مسلمانوں کو اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے کے لئے جگہ الاٹ نہیں دی گئی۔

اقوام متحدہ کے ابتدائے قیام کے دوران انسانی حقوق منشور اہم کارنامہ ہے جس کا مقصد پوری دنیا میں انسانی حقوق کی حفاظت کرنا ہے اور ہر سال 10 دسمبر کو بین الاقوامی یوم انسانی حقوق منایا جاتا ہے۔ اس تاریخ کے انتخاب کا مقصد 10 دسمبر 1949ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے توثیق کردہ انسانی حقوق کا آفاقی منشور کی یاد تازہ کرنا اور دنیا کی توجہ اس طرف مبذول کروانا ہے۔ اسے عالمی سطح پر انسانی حقوق کا پہلا اعلان تعبیر کیا جاتا اور اقوامِ متحدہ کی ابتدائی بڑی کامیابیوں میں سے ایک شمار کیا جاتا ہے۔ یومِ انسانی حقوق کا رسمی تعین 4 دسمبر 1950ء کو جنرل اسمبلی کے 317 ویں اجلاس میں ہوا، جب جنرل اسمبلی نے قرارداد 423 (V) پیش کی، جس کے تحت تمام رکن ممالک اور دلچسپی رکھنے والی دیگر تنظیموں کو یہ دن اپنے اپنے انداز میں منانے کی دعوت دی گئی۔ عموماً اس دن اعلیٰ سطحی سیاسی کانفرنسوں اور جلسوں کا انعقاد ہوتا ہے اور تقریبات و نمائش کے ذریعے انسانی حقوق سے متعلقہ مسائل اجاگر کیے جاتے ہیں۔ جنرل اسمبلی میں منشور کی منظوری کے وقت اسے ''تمام افراد اور تمام اقوام کے لیے حصولِ مقصد کا مشترک معیار'' قرار دیا گیا۔ اس موقع پر 48 رکن ممالک نے اس کی حمایت کی جب کہ آٹھ ممالک نے حق رائے دہی میں حصہ نہیں لیا۔

ہندوستان میں انسانی حقوق کی صورت حال پر ہر سال رپورٹ جاری ہوتی رہتی ہے جس میں انسانی حقوق کے تعلق سے حکومت کی کارکردگی کو نشان زد کیا جاتا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے 2020 میں دنیا بھر میں انسانی حقوق کی صورتِ حال سے متعلق رپورٹ جاری کی ہے جس میں پاکستان اور ہندوستان میں انسانی حقوق کی صورتِ حال کو غیر تسلی بخش قرار دیا گیا ہے۔ مریکی وزیرِ خارجہ اینٹنی بلنکن کی جانب سے 30 مارچ 2021 کو جاری کی گئی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق پامال کرنے والے اکثر سزاؤں سے بچ جاتے ہیں جب کہ ہندوستان میں شہری آزادیوں، آزادی صحافت پر قدغن، عدم برداشت اور ماورائے عدالت ہلاکتوں جیسے مسائل ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان میں ماورائے عدالت ہلاکتیں، پریس اور اظہار کی آزادی پر پابندی، مذہبی آزادی پر قدغن اور بدعنوانی سمیت انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے متعدد معاملات پائے گئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق کشمیر میں حکومت متعدد اقدامات کر رہی ہے جس کی وجہ سے وہاں انسانی حقوق کی صورت حال میں بہتری آئی ہے۔ تاہم اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کشمیر میں گزشتہ سال جون تک 32 افراد کو ماورائے عدالت قتل کیا گیا۔ رپورٹ میں بعض ریاستوں میں پولیس اور انتظامیہ کی جانب سے من مانی گرفتاریوں اور جیلوں میں سیاسی قیدیوں کے سخت اور خطرناک حالات کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ ان میں سے پرگیہ ٹھاکر تو بھارتیہ جنتا پارٹی کے ٹکٹ پر پارلیمان کی رکن 'منتخب' ہوئی ہیں۔ جب کہ مایا کونڈنانی نریندر مودی کے زیر قیادت گجرات حکومت میں وزیر رہ چکی ہیں۔ کونڈنانی اور بابو بجرنگی اور دیگر کو 2002ء گجرات فسادات کے دوران احمد آباد کے نرودا پاٹیہ قتل عام کے واقعے میں ملوث ہونے کے الزام میں عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی لیکن یہ سب ضمانت پر آزاد گھوم رہے ہیں۔ یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ مئی 2014ء میں ہندو قوم پرستوں کے برسر اقتدار آنے کے بعد سے گجرات فسادات اور بم دھماکوں میں ملوث تمام ماخوذ افراد بتدریج ضمانت پر چھوڑ دیے گئے ہیں، جن کا تعلق کسی نہ کسی درجہ میں آر ایس ایس کی ذیلی تنظیموں سے ہے۔ دوسری طرف 58 سالہ سائی بابا ہیں، جو اپنی زندگی کے لیے دوسروں پر پوری طرح سے منحصر ہیں۔ اگر انہیں رہا کیا جائے گا تو وہ ملک کے لیے کونسا خطرہ بن سکتے ہیں؟۔ سائی بابا کو جیل انڈا سیل میں رکھا گیا ہے، جہاں سنگین مجرموں کو رکھا جاتا۔ اس سیل میں متعدد قیدی کووڈ کا شکار ہیں اور ان میں سے ایک کی موت بھی ہو چکی ہے۔ انہیں کیوں ہسپتال نہیں لے جایا گیا؟ ایک پولیو زدہ ایسا شخص ہے، جو چل بھی نہیں سکتا صرف اس کا دل اور دماغ کام کرتا ہے کیوں اسے ریاست (حکومت) ضمانت پر رہا کرنے سے ڈرتی ہے؟ میرے خیال میں محترمہ وسنتا کا اپنے شوہر کے بارے میں یہ کرب انگیز احساس اور شکوہ بیجا نہیں ہے، جو اس وقت ملک میں حقوق انسانی کے حوالے سے دوہرے معیار کی صورت حال کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ 83 سالہ فادر اسٹین سوامی کا کیس بھی کچھ اسی نوعیت کا ہے۔ (اسٹین سوامی کا انتقال ہو چکا ہے) انہیں تفتیشی ایجنسی این آئی اے کی ایک عدالت نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ سوامی کو صوبہ جھارکھنڈ کے دارالحکومت رانچی سے اکتوبر 2020ء میں گرفتار کیا گیا تھا۔ وہ نوی ممبئی کے تلوجہ سینٹرل جیل میں بند ہیں۔ سوامی پارکینسن کے سبب کھانے کا نوالہ بھی پکڑ نہیں پاتے۔ وہ سیال چیزیں ہی بطور غذا استعمال کر سکتے ہیں لیکن کئی مہینوں کے انتظار کے بعد انہیں اسٹرا (نلکی) فراہم کی گئی۔ اسی کیس میں گرفتار ایک اور بزرگ 80 سالہ انقلابی شاعر وارویرا راؤ کو حال میں بڑی مشکلوں کے بعد عدالت نے عارضی طور پر بغرض علاج رہا کیا۔ وہ ضعیفی سے متعلق کئی بیماریوں کا شکار ہیں خاص طور سے ان کا غیرارادی طور پر پیشاب نکل جاتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد کارکن قید ہیں، جو عمر رسیدہ ہیں۔ ان درجنوں کارکنوں کو انسداد دہشت گردی کے انتہائی سخت قانون یواے پی اے کے تحت گرفتار کیا گیا ہے، جس میں ضمانت ملنا انتہائی مشکل امر ہے۔ اسی طرح دہلی میں گزشتہ فروری میں ہوئے فسادات میں گرفتار طلبا پر بھی اس قانون کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت مخالفین کے خلاف ملک سے غداری کے قانون کا بے دریغ استعمال ہو رہا ہے۔ گزشتہ سال اس میں 165 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔

اسی طرح ہیومن رائٹس واچ نے اپنی عالمی رپورٹ 2020 میں کہا ہے کہ اگست 2019 میں جموں و کشمیر میں ہندوستانی حکومت کے یکطرفہ اقدامات نے کشمیری عوام کے لیے بھاری تکالیف پیدا کی ہیں اور انسانی حقوق کی زیادتیوں کا موجب بنے ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی حکومت نے صوبے کا خصوصی آئینی مقام ختم کیا اور اسے دو مختلف علاقوں میں تقسیم کر دیا جنہیں وفاق کے ذریعے کنٹرول کیا جائے گا۔ ہندوستانی حکومت مذہبی اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہی، پُرامن اختلاف رائے کو خاموش کرنے کے لیے بغاوت اور انسداد دہشت گردی کے ظالمانہ قوانین کا استعمال کیا اور حکومتی اقدامات اور پالیسیوں پر تنقید کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کی زبان بندی کے لیے غیر ملکی فنڈنگ قواعد اور دیگر قوانین کا استعمال کیا۔ ''ہندوستانی حکومت نے کشمیر کو بند کرنے کی کوشش کی، وہاں پہنچنے والے نقصان سے پردہ ڈالنے کے لیے،'' ہیومن رائٹس واچ کی جنوبی ایشاء ڈائریکٹر میناکشی گنگولی نے کہا۔ ''مذہبی اقلیتوں پر بڑھتے ہوئے حملوں سے نمٹنے کی بجائے، ہندوستانی حکام نے 2019 میں تنقیدی آوازوں کو خاموش کرنے کی اپنی کوششیں تیز کیں۔

ہیومن رائٹس واچ نے اپنے 652 صفحات پر مبنی عالمی رپورٹ 2020 جو کہ ایچ آر ڈبلیو کی سالانہ عالمی رپورٹ کا تیسواں شمارہ ہے، میں لگ بھگ 100 ممالک میں انسانی حقوق کی صورتحال کا جائزہ لیا ہے۔ اپنے تعارفی مضمون میں، ایگزیکٹوڈائریکٹر کینیتھ روتھ نے کہا ہے کہ چینی حکومت جو اقتدار میں رہنے کے لیے جبر پر منحصر ہے، کئی عشروں سے انسانی حقوق کے عالمی نظام پر شدید حملے کر رہی ہے۔ بیجنگ کے اقدامات دنیا بھر میں عوامیت پسند جابر حکمرانوں کی حوصلہ افزائی بھی کر رہے ہیں اور ان سے مدد بھی لے رہے ہیں (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔ **رابطہ اور واٹس اَپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (**محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب**)